أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ○ البقرہ

جو مجھ سے دعا مانگتا ہے میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں

فرائض کے بعد دُعا کی فضیلت

(قرآن وسنت کی روشنی میں)

تالیف

مخدوم محمد ہاشم سندھی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

علامہ محمد شہزاد مجددی سیفی

دارُ الاخلاص

۴۹۔ ریلوے روڈ لاہور

اُجِیبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَادَعَانِ ۝ البقرہ

جو مجھ سے دُعا مانگتا ہے میں اس کی دُعا قبول کرتا ہوں۔

فرائض کے بعد دُعا کی فضیلت

(قرآن وسنت کی روشنی میں)

تالیف:

مخدوم محمد ہاشم سندھی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ:

علامہ محمد شہزاد مجدّدی سیفی

دارُ الاخلاص

۴۹۔ ریلوے روڈ لاہور۔

بسمہ تعالیٰ

نام کتاب : فرائض کے بعد دُعا کی فضیلت

مترجم : علامہ محمد شہزاد مجددی

باراول : پانچ سو

باردوم : گیارہ سو

بارسوم : ایک ہزار

صفحات : ۷۵

قیمت : 45/- روپے

اشاعت اول : اپریل 1999ء/ ذی الحجہ 1419ھ

اشاعت دوم : مارچ 2000ء/ ذی الحجہ 1420ھ

اشاعت سوم : دسمبر 2005ء/ ذیقعدہ 1426ھ

دارُالاخلاص

۴۹۔ ریلوے روڈ لاہور فون #7234068

Email:msmujaddidi@hotmail.com

انتساب

امام الائمہ، سراج الاُمَّہ

حضرت **نعمان بن ثابت** رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی بے مثل فقاہت وفراست

کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

حضرت حکیم اہل سنت
حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمۃ

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

"التحفة المرغوبة فی افضلیة الدعاء بعد المکتوبة"، "نماز اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا" تصنیف لطیف حضرت علامہ محمد ہاشم ٹھٹھوی سندھی رحمۃ اللہ علیہ ایک بلند پایہ تالیف ہے، جو اپنے نام کی صحیح صحیح ترجمان ہونے کی وجہ سے مذہب احناف کی زبردست موید ہے۔ احقر نے اس رسالے کو ایک ہی نشست میں مکمل طور پر پڑھ لیا۔ اور اس کی افادیت کے پیش نظر ایک ملاقات میں جناب محترم محمد شہزاد مجددی زید مجدہٗ مترجم وناشر سے کہا کہ اس مفید ترین رسالے کو ایک لاکھ کی تعداد میں چھپنا چاہیے تھا۔ تاکہ شک کی دنیا میں بسنے والوں کو صراط مستقیم پر گامزن ہونا نصیب ہو اور دیگر مصنفین حضرات ایسا شائستہ اور شستہ انداز اختیار کریں۔

خاک راہ دردمنداں

محمد موسیٰ عفی عنہ

حضرتِ لاہور

۲۲ر جمادی الاولیٰ

۱۴۲۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

❶ حضرت علامہ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ

❷ علامہ مفتی محمد خان قادری مدظلہ العالی

الحمدللّٰہ والصلوٰة والسلام علیٰ من لانبیَّ بعدہٗ وعلیٰ کل من اقتفی اثرہ واتبعَ ھدْیَہٗ ورُشْدَہ ــــ امابعد!

متقدمین اور متاخرین فقہاء ومحدثین نے جیسے بڑے بڑے مسائل فقہیہ پر کتب لکھیں اسی طرح انہوں نے چھوٹے چھوٹے مسائل پر بھی مستقل کتابیں تصنیف کیں، ایسے اجزاء ورسائل نہایت کثیر تعداد میں ہیں، اور ان کے موضوعات اور مقاصد متنوع ہیں۔

ایسی تالیف کی ایک ضرورت یہ ہوتی ہے کہ بعض اوقات کچھ مسائل کا حکم متنازعہ ہو جاتا ہے یا اس حکم کی دلیل مخفی ہو جاتی ہے یا اس میں آراء واجتہادات کا اژدھام ہو جاتا ہے، تو اس مسئلہ پر مستقل رسالہ وجزء مرتب کیا جاتا ہے تاکہ اس میں وارد شدہ تمام نصوص کو یکجا، اور اس سے متعلقہ احکام کو واضح کردیا جائے یا اس کے بارے میں جو اقوال وافعال ہیں ان کے درجہ اور کیفیت کو آشکار کردیا جائے بعض اوقات یہ اجزاء ورسائل اپنے موضوع پر فائدہ کے اعتبار سے بڑی کتب سے بھی کامل ہوتے ہیں کیونکہ ان میں موضوع سے متعلقہ تمام مواد کو ایک جگہ جمع کردیا جاتا ہے اور اس کے بارے میں مختلف آراء کو بھی سامنے لایا جاتا ہے جو لوگ اجزاء ورسائل کو قابل اعتناء تصور نہ کرتے ہوئے بڑی کتب پر اکتفاء کرتے ہیں وہ نہایت مغالطہ میں مبتلا

رہتے ہیں، پرانی مثل ہے۔

یوجدفی الانھار مالایوجدفی البحار

نہروں میں وہ پالیا جاتا ہے، جو سمندروں سے نہیں ملتا

ایسے ہی مقصد کے حصول کیلئے امام بخاری نے ''جزء رفع یدین'' حافظ دار قطنی نے نماز میں بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنے پر ''جزء الجھر بالبسملة'' لکھا جس میں خوب محنت سے کام لیا، حافظ ابن عبداللہ نے بھی اس موضوع پر ''جزء الحمدللہ'' تحریر کیا، علامہ شیخ علی قاری نے تشہد میں انگلی اٹھانے کے موضوع پر ''جزء فی بیان حرکة السبابہ'' علامہ محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی نے ''جزء درھم الصرة فی رفع الیدین تحت السرة'' لکھا، علامہ محمد عبدالحئی لکھنوی نے تو بہت سے موضوعات پر اجزاء لکھے مثلاً ''خیر الخبر فی اذان خیر البشر'' اس میں یہ بحث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اذان دی یا نہیں ---؟ ''رفع السِّتر عن کیفیة ادخال المیت و توجیهۂ الی القبلة فی القبر'' اور ''تحفة الطلبہ فی حکم مسح الرقبة'' ان تمام مذکورہ اجزاء میں کسی ایسے فقہی جزئیہ پر بحث ہے جس پر عمل واجب و لازم تو نہیں مگر اس کے مستحب ہونے یا نہ ہونے پر بحث ہے اس باب میں یہ تین رسائل ہیں جن میں فرض کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا جواز واستحباب بیان ہوا ہے ہم نے اس مجموعہ کی خدمت کو مستحسن جانا تا کہ ایک دوسرے کے سبب کامل اور اس موضوع پر وافی وشافی ہو جائیں، یہ ایسا مسئلہ ہے جسے بعض لوگ دین میں بدعت اور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف کہتے ہیں اور ایسا کرنے والے کے فعل کو دل یا زبان سے برا سمجھتے ہیں حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اس مسئلہ کو بہت پہلے فقہاء ومحدثین نے حل کرتے ہوئے شروح کتب حدیث میں اس کے جواز اور استحباب پر

تصریح کی جیسا کہ قارئین ان رسائل میں ملاحظہ کریں گے، اس طرح کتب فقہ میں بھی تصریح موجود ہے، ایک جماعت علماء نے اس موضوع پر مستقل رسائل لکھے ان میں سے یہ تین رسائل بھی ہیں۔

ہر دور میں کچھ ایسے لوگ موجود رہتے ہیں جو ایسی باتوں کا انکار کرتے ہیں جو ان کے علم میں نہیں ہوتیں اور لوگوں کو پریشان کرنا، انہیں جاہل قرار دینا اور پاکیزہ اذہان کو مکدر کرنا ان کا وطیرہ ہوتا ہے، وہ یہی سمجھتے ہیں کہ جس راہ پر ہم ہیں وہی درست ہے باقی سب غلط، ان کے خلاف رائے رکھنا سراپا خطا ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ ان میں سے ہر کوئی یہی گمان کرتا ہے کہ جو چیز میرے مطالعہ میں آئی ہے یا اس نے اپنے قوم کے علماء سے سنی یا اپنے شہر کے لوگوں کے عمل میں دیکھی ہے وہی علم صحیح اور درست طریق ہے، اس مرض میں متعدد طلبہ علم مبتلا ہیں جب ان کو بتایا جائے کہ فرض نماز کے بعد دعا مستحب ہے، اس میں ہاتھ اٹھانا مستحب ہے اسے نہایت ہی عجیب وغریب اور برا تصور کرتے ہوئے قبول کرنا تو درکرنا سننے کے لیے تیار نہیں اور جواباً یہ کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں ہمارے شہر ایسی بدعات سے محفوظ ہیں۔

ان میں سے اگر کسی میں وسعت ظرف ہو اور وہ انصاف پسند ہو اور آنکھوں سے تعصب کی پٹی اتار کر ان رسائل کا مطالعہ کرے تو اس مسئلہ پر اپنے موقف کے برعکس راستہ پائے گا اور وہ جان لے گا کہ اس پر دلائل قویہ اور کثیر صریح نصوص موجود ہیں تو وہ فی الفور اس سے رجوع کرے گا جس پر وہ ڈٹا ہوا تھا اور یہ کہتا تھا جس پر میں ہوں وہی سنت مشروعہ ہے جو اس کے مخالف ہے وہ بدعت ممنوعہ ہے یا کم از کم اپنے مسلمان بھائیوں کو غلط کہنے سے سکوت ہی اختیار کرے گا، اس کی معرفت کے بعد اس کے سینہ میں کشادگی نظر میں وسعت فیصلہ میں عدل اور اپنے مسلمان بھائیوں سے

الفت ومحبت کرنا شروع کردے گا۔

اس کے ذہن سے اپنے ہی ہدایت یافتہ اور اپنے ہی عالم ہونے کا گھمنڈ ختم ہوجائے گا، اپنے مخالف رائے رکھنے والوں سے معذرت کرے گا۔ بعض اوقات مخالف کی دلیل کے سامنے جھک کر اس کے موقف کو اختیار کرے گا، اس کے دل سے وہ چیز ختم ہوجائے گی جس کی بنا پر وہ اپنے مسلمان بھائیوں کو جاہل کہتا پھرتا تھا کیونکہ اس پر یہ واضح ہو چکا ہوگا کہ یہاں میرے موقف کے خلاف ایسی صحیح آراء موجود ہیں، جن کی قوی دلیل موجود ہے، یہی وہ صحیح راستہ ہے جس پر ایک مسلمان کو ہی دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ چلنا چاہیے ——— واللہ ولی التوفیق

شیخ ابن قیم کتاب الروح (ص:۵۱) پر رقمطراز ہیں شیخ خلال کہتے ہیں، مجھے حسن بن احمد وراق نے اور ان سے علی بن موسیٰ حدّادنے (جو صدوق ہیں) بیان کیا کہ میں امام احمد بن حنبل اور امام محمد بن قدامہ الجوہری کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک ہوا جب میت کو دفن کردیا گیا تو ایک نابینا شخص نے قبر کے پاس تلاوت قرآن شروع کی، امام احمد نے فرمایا، اے فلاں قبر کے پاس تلاوت بدعت ہے، جب ہم قبرستان سے نکلے تو امام محمد بن قدامہ نے امام احمد سے کہا اے ابوعبداللہ! بشر حلبی کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے ——— ؟ کیا وہ ثقہ تھا ——— ؟ پوچھا تم نے ان سے کچھ سیکھا ہے ——— ؟ کہا ہاں کہا تو سنو مجھے بشر نے بیان کیا ان سے عبدالرحمٰن بن علاء بن لحلاج نے اپنے والد کے حوالے سے بیان کیا انہوں نے وصیت کی تھی میری قبر پر سورۃ البقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھنا اور فرمایا میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بات سنی تھی۔ امام احمد نے جب سنا تو مجھے فرمانے لگے:

فارجع وقل للرجل يقراء

واپس جاؤ اور اس شخص سے کہو تلاوت کرو۔

اللہ تعالیٰ امام احمد کے درجات بلند فرمائے، ان کے اور حق کے درمیان عداوت نہ تھی۔

واللہ ولی التوفیق

اہم نوٹ: یہاں خصوصی توجہ کے لائق یہ بات ہے کہ ان تین رسائل میں سے ایک رسالہ ایسے عالم کا ہے جس کا تعلق مشرق (پاکستان) سے ہے، دوسرے رسالہ کے مصنف کا تعلق مغرب (مراکش) سے جبکہ تیسرے کا تعلق جزیرہ عرب کے دل (یمن) سے ہے مگر تینوں کے رسائل کا مقصد ایک ہے اگر کسی سے موضوع پر کوئی کمی رہی تو دوسرے نے پوری کردی جو وطناً دور تھا لیکن علم اور سوچ میں نہایت قریب ہے تو زیرِ نظر موضوع ہر جہت سے مکمل ہوگیا، ابتداء سے لے کر آج تک علومِ اسلامیہ کی اس طرح خدمت جاری وساری ہے۔

نجوم سماء كُلَّما غارَ كوكبٌ

بدا كوكبٌ تأوي اليه كواكبُهُ

اس مجموعہ کا پہلا رسالہ ''التحفة المرغوبة فی افضلية الدعاء بعد المكتوبة'' ہے جس کے مصنف العلامہ الکبیر عظیم محدث فقیہ سندھ مولانا شیخ محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی ہیں جن کا سنہ ولادت ۱۱۰۴ھ اور وصال ۱۱۷۴ھ ہے۔

یہ رسالہ کراچی سے ۱۴۰۳ھ کو استاد مفتی سید شجاعت علی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق وحاشیہ کے ساتھ دارالعلوم نعیمیہ کے شعبہ دارالتصنیف نے شائع کیا۔ شیخ سید شجاعت علی قادری اس کے مقدمہ میں لکھتے ہیں بلاد عربیہ میں مقیم ہمارے بھائیوں نے مجھ سے کئی دفعہ فرائض کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانے کے بارے میں پوچھا کیونکہ وہ

دیکھتے ہیں کہ فرائض کے بعد وہاں ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں کرتے، کوئی اکیلا دعا کرے تو وہ بھی ہاتھ نہیں اٹھاتا جبکہ ہمارے ہاں ہاتھ اٹھا کر دعا کی جاتی ہے تو کیا ہمارا طریقہ صحیح اور سنت کے مطابق ہے یا ان کا طریقہ صحیح ہے ـــ؟ تو میں نے اختصاراً جواب دیا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا دعا رفع یدیہ جب دعا کرتے تو ہاتھ اٹھاتے۔

یہاں ''اذا'' کا کلمہ بتا رہا ہے کہ تمام احوال واوقات کا معمول ہے اس میں کسی وقت کی کوئی قید نہیں تو ظاہر ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرائض کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا فرمایا کرتے، احادیث مبارکہ میں یہ بھی ہے:

ان اللّٰہ سبحانہ حی کریم یستحی من ان یردیدی
عبدہ حینمایدعوہ صفراً

لیکن جواب مختصر ہونے کی وجہ سے سائلین کی تسلی نہ ہوئی وہ مزید لکھنے کا کہتے مصروفیات اس قدر تھیں کہ لکھنے کا وقت نہ ملتا، مجھے علامۃ الدہر، فرید العصر، اور عظیم محدث وفقیہ شیخ محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب کا مخطوطہ ملا، یہ کتاب اس موضوع پر تھی جس میں مخدوم نے اس مسئلہ پر احادیث صریح اور دیگر روشن نصوص کو جمع فرمایا، میں اس نعمت غیر مترقبہ اور انمول جوہر کے ملنے پر خوش ہوا، اللہ تعالیٰ سے اس کا شکر ادا کیا جس نے میری پریشانی کا ازالہ فرمادیا، میرے ظاہر و باطن نے مخدوم کے لئے دعا کی، انہوں نے موضوع پر خوب لکھا، تمام شبہات کا ازالہ بھی کردیا، میں کچھ حواشی کے ساتھ اسے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ صواب کی توفیق دے۔

والیہ المرجع والمآب

شیخ شجاعت علی قادری نے یہ بھی لکھا:

ہم نے بعض لوگوں کو فرائض کے بعد دعا ترک کرنے پر یہ کہتے سنا ہے کہ اس پر سنت کی کوئی اصل نہیں حالانکہ انہوں نے سستی اور کاہلی کی وجہ سے دعا ترک کی ہوتی ہے، ہم نے چاہا ہم ان اپنے دوستوں کے سامنے دعا کے بارے میں منقول آثار و سنن کو رکھیں جو حق پانے کا ارادہ رکھتے ہیں خواہ وہ کہاں ہو، ہماری یہ خوش بختی ہے کہ ہم اس موضوع پر ایسے علامہ کے نادر نسخہ کی طباعت کا شرف پا رہے ہیں، اس پر نہ تو کسی تقریظ کی ضرورت ہے اور نہ تعریف کی قارئین پر دوران مطالعہ اس کا مقام از خود واضح ہو جائے گا۔

مجھ پر لازم ہے میں فاضل نبیل علامہ مفتی عبداللہ نعیمی زید مجدہٗ کا شکریہ ادا کروں جنہوں نے مجھے اصل نسخہ کا فوٹو عطا کیا اور علامہ جمیل احمد نعیمی کا بھی جنہوں نے اس کی طباعت واشاعت میں تعاون کیا۔

مؤلف نے اپنے رسالہ کی ترتیب دو ابواب اور ایک خاتمہ پر رکھی ہے باب اوّل اس بارے میں ہے کہ فرائض کے بعد دعا سنت و مستحب ہے، دوسرے باب میں ہے کہ فرائض کے بعد سنتوں سے پہلے دُعا بلا کراہت جائز ہے۔ خاتمہ میں ان روایات فقہیہ کا جواب ہے جن سے مخالفین نے استدلال کیا اور اس رسالہ کا حاصل ہے۔

پھر ہر باب کی دو فصلیں ہیں پہلی فصل میں وہ احادیث ہیں جو موضوع پر دال ہیں۔ دوسری فصل میں روایات فقہیہ کا بیان ہے، دونوں فصلوں میں مؤلف نے کافی محنت سے کام لیا ہے اس میں بعض ایسی روایات کی بھی صورت ہے۔ اصل میں مؤلف نے تمام شواہد کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے، انہوں نے حنفی فقہ سے ہی روایات لی ہیں کیونکہ مؤلف حنفی ہیں اور انہوں نے اپنے علاقہ کے علماء اور طلبہ کے لیے لکھی ہیں اور وہ تمام حنفی ہیں، جب بندہ نے بلاد عربیہ کے علماء اور طلبہ کے لئے اس رسالہ کی

طباعت کا ارادہ کیا تو اس میں سے روایات فقہیہ اور تمام اخبار غیر محفوظہ کو خارج کر دیا کیونکہ ثبوت مسئلہ اور حصول مطلوب کے لئے احادیث صحیحہ حسنہ اور ان کے متشابہ روایات کافی ہیں۔ باقی روایات فقہیہ کا حذف اس لئے بھی ہے کہ کتب فقہ میں فرائض کے بعد ہاتھ اٹھانے میں کسی فقہیہ کا اختلاف نہیں، خصوصاً کتب فقہ حنفی وہ تو تمام کی تمام نماز کے بعد دعا پہ متفق دکھائی دیتی ہیں، علاوہ ازیں فقہی طور پر اس مسئلہ پر مفتی مالکیہ شیخ علامہ محمد علی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ''مسلک السادات الی سبیل الدعوات بعد الصلوٰت المکتوبات'' بھی ہے جس کا خلاصہ مولانا محمد اشرف علی تھانوی نے بنام ''استحباب الدعوات عقیب الصلوٰات'' کیا۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب والحمدللہ ربّ العالمین۔

الریاض، 1۔ جمادی الاخرہ ۱۴۱۶ھ

الراقم

عبدالفتاح ابوغدہ

پیش گفتار

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

اجیب دعوۃ الداع اذا دعان ——— (البقرہ)

''میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں، جب وہ مجھ سے مانگتا ہے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

ادعونی استجب لکم

''تم مجھ سے مانگو میں تمہارے دعا قبول کرتا ہوں۔''

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ مانگنے والے سے ناراض ہوتا ہے، تو بندہ وہی بہتر ہے جو اپنے رب اکرم کی بارگاہِ اقدس میں دست دعا دراز کرتا رہے کیونکہ اس کی بارگاہ کے علاوہ بندے کا کوئی سہارا نہیں اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا۔

الدعاء مخ العبادۃ ''دعا عبادت کا مغز ہے۔''

اس اہم ترین عمل کے آداب میں سے ایک ادب ہاتھ اٹھانا بھی ہے۔ اس حوالے سے امت افراط وتفریط کا شکار ہو چکی ہے کچھ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کو بدعت گردانتے ہیں جبکہ کچھ ہاتھ اٹھائے بغیر دعا مانگنے کو دعا تصور ہی نہیں کرتے حالانکہ یہ دونوں باتیں سراسر زیادتی ہے۔ اسلام میں اس پر کوئی دلیل نہیں۔ ہر دور میں اہل علم نے دیگر مسائل کی طرح اس مسئلہ پر بھی بڑی تفصیل سے لکھا۔ حال ہی میں ان تین

کتب کا مجموعہ شائع ہوا ہے جن میں ثابت کیا گیا ہے کہ فرائض کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا سنت ہے۔

۱۔ التحفة المرغوبة فی افضلیة الدعاء بعدالمکتوبة
از شیخ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۱۱۷۴ھ)

۲۔ المنح المطلوبة فی استحباب رفع الیدین فی الدعاء بعد الصلوات المکتوبة
از شیخ احمد صدیق الغماری (المتوفی ۱۳۱۸ھ)

۳۔ سنیة رفع الیدین فی الدعاء بعدالصلوٰت المکتوبة
از علامہ سید محمد عبدالرحمٰن الأہدل (المتوفی ۱۲۵۸ھ)

ان تینوں پر عالم اسلام کے نامور محقق شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت ہی قیمتی حواشی اور مقدمہ تحریر کیا ہے۔ بندہ نے اس مقدمہ کا ترجمہ کیا جو زیر نظر کتاب میں شامل اشاعت ہے۔ ان تینوں میں شیخ ہاشم ٹھٹھوی کا رسالہ بہت ہی اہم ہے کیونکہ انہوں نے کتاب وسنت اور اس کی تشریح میں مقتدر اہل علم کے اقوال بھی نقل کئے ہیں۔ یہ قیمتی رسالہ پہلی دفعہ کراچی سے ۱۹۸۳ء کو مفتی سید شجاعت علی قادری مرحوم نے شائع کیا تھا جسے بعد میں ابوغدہ مرحوم نے اس مذکورہ مجموعہ میں شامل کیا اور اس میں اختصار بھی کیا۔ ضرورت تھی اس بات کی کہ اس علمی وتحقیقی رسالہ کو اردو زبان دی جائے تا کہ عوام بھی اس سے استفادہ کر سکیں، اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت جس ساتھی کو عطا فرمائی وہ ہمارے نوجوان فاضل علامہ محمد شہزاد مجددی ہیں جو اپنے سینے میں امت مسلمہ کے لئے بہت کچھ کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔ اہم موضوعات پر پڑھنا، لکھنا اور دوسرے اہل علم سے تعاون کرنا ان کی زندگی کا حصہ ومشن ہے۔ غالباً عربی کتاب

کا ترجمہ ان کی اولین کاوش ہے لیکن بحمداللہ کافی بہتر ہے۔ مجھے جن افراد سے مستقبل میں اہم خدمات سرانجام دینے کی امید ہے ان میں موصوف کا نام بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ مصنف، محقق اور مترجم کی خدمت کو بھی قبول فرمائے اور اس ترجمہ کو امت مسلمہ میں پیدا شدہ غلط فہمیوں کے ازالہ کا سبب بنا دے۔ آمین

دعا گو

محمد خان قادری

جامع رحمانیہ شادمان، لاہور

بروز منگل بعد از نماز عشاء

حالاتِ مصنف

حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی (م۔۱۱۷۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ سندھ کے نہایت جلیل القدر علماء میں سے ہوئے۔ آپ کی ولادت (۱۱۰۴ھ) بمطابق (۱۶۹۲ء) میں بٹورہ ضلع ٹھٹھہ میں ہوئی۔ حضرت مخدوم نے ابتدائی تعلیم اپنے والدگرامی مخدوم عبدالغفور بن عبدالرحمٰن ٹھٹھوی سے حاصل کی اس کے بعد ٹھٹھہ جاکر وہاں کے بزرگ عالم دین حضرت مخدوم ضیاء الدین ٹھٹھوی کی خدمت میں حدیث وفقہ ودیگر علوم و فنون کی تکمیل کی۔

اس کے بعد حرمین شریفین جاکر مقامات مقدسہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور مکہ شریف کے مشہور علماء اور محدثین مثلاً شیخ عبدالقادر صدیقی، شیخ عبد بن علی مصری شیخ محمد ابی طاہر مدنی اور شیخ علی بن عبدالملک دراوی سے حدیث کی سند حاصل کی۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم شیخ طریقت حضرت شیخ ابوالقاسم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں استفادہ روحانی کے لیے حاضر ہوئے اور پھر انہیں کی تحریک اور ارشاد فرمانے پر شیخ سید سعداللہ سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض روحانی اور خرقہ خلافت حاصل کی۔ آپ نے تین سو سے زائد کتابیں تفسیر، حدیث، فقہ، تجوید، حساب، فلسفہ وغیرہ علوم و فنون پر عربی فارسی اور سندی میں لکھی ہیں جن میں سے اکثر ضائع ہوچکی ہیں جو موجود ہیں وہ آپ کی جلالت شان اور تبحر علمی پر دلالت کرتی ہیں۔

آپ کی تصانیف میں سے حیات القاری باطراف البخاری، فرائض السلام تحفۃ القاری مجمع القاری ایسی کتابیں ہیں جنکی نظیر شاید ہی کہیں مل سکے آپ کا ایک ثبت بنام اتحاف الاکابر اور اس کا ذیل موجود ہے۔

مخدوم ابوالحسن صغیر ٹھٹھوی ثم مدنی، حاجی فقیراللہ علوی شکارپوری، مخدوم عبداللطیف بن مخدوم محمد ہاشم جیسے نامور علماء آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

جامع مسجد خسرو (خسرو)

مخدوم ٹھٹھوی، ٹھٹھہ کے ایک بڑے مدرسہ میں تدریس کے علاوہ ہر جمعۃ المبارک کو جامع مسجد خسرو میں وعظ بھی فرماتے تھے۔ حدیث پاک سے خصوصی شغف کے باعث اپنی مسجد میں ہر روز نماز عصر کے بعد درس حدیث پاک بھی دیا کرتے تھے۔

ان کی تصنیفات وتالیفات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عشاق میں سے تھے۔

ان کے لکھے ہوئے عربی نعتیہ قصائد ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی گہری روحانی وابستگی پر دلالت کرتے ہیں۔

ان کا عربی اور فارسی کلام شعرگوئی میں ان کی مہارت کو ظاہر کرتا ہے۔ ان کے معاصر علماء نے بھی بہت اچھے الفاظ میں ان کی علمی اور تحقیقی کاوشوں کو سراہا ہے اور بعض نے تو یہاں تک کہا ہے کہ ''سندھ میں مخدوم ہاشم ٹھٹھوی جیسا محقق آج تک پیدا نہیں ہوا۔'' انہوں نے مخدوم محمد معین کی درج ذیل رباعی کا جواب رباعی میں ہی دیا۔

رباعی

ای عاشق صداق محب خوش نام
در تعزیت حسین کن حزف مدام
باسوز دلت اشک، ہمیریز زچشم
لیکن ندہی راز محبت بعوام

ای واعظ خوش کلام شیریں پیغام

منبر بسواد قیرگون کن بتمام

باروی سیه خاک بسرفاش بگو

در تعزیت حسینؑ صبر است حرام

مخدوم محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کا جواب:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الصبر نصف الایمان۔

(رواہ ابونعیم فی الحلیۃ والبیہقی فی شعب الایمان)

حدیث پاک ہے: ''صبر نصف ایمان ہے۔''

مخدوم محمد ہاشم سندھی کی رحلت (۱۱۷۴ھ) بمطابق (۱۷۶۰ء) میں ہوئی۔ ٹھٹھہ کے معروف قبرستان ''مکلی'' میں مدفون ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین!

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ وحدہٗ والصلاۃ والسلام علیٰ من لانبی بعدہ وعلیٰ آلہ وصحبہ ومن نحانحوہ

حمد وصلوٰۃ کے بعد ربّ غنی کی رحمت کا محتاج بندہ، محمد ہاشم بن عبدالغفور ٹھٹھوی (حق تعالیٰ ہر حال اور ہر آن اس کا کفیل رہے) آمین!

عرض گزار ہے:

مجھ سے سوال کیا گیا کہ فرض نماز کے بعد دعا مانگنا سنت ہے یا نہیں؟ اور یہ کہ کیا فرائض کے فوراً بعد سنن موکدہ سے پہلے دعا مانگنا افضل ہے یا جس نماز (فرض) کے بعد سنتیں ہوں اسے (مکمل) پڑھنے کے بعد دعا کرنا بہتر ہے؟

الجواب: بلاشبہ فرض نماز کے بعد دعا مانگنا سنت مستحبہ ہے، جس کا ترک کرنا خاص طور پر امام کے لیے اچھا نہیں ہے۔ سنتوں سے پہلے دعا مانگنا ویسے ہی جائز ہے جیسا کہ سنن کے بعد، لیکن افضل سنتوں سے پہلے ہے جبکہ دعا زیادہ طویل نہ ہو۔

اس ضمن میں بعض فاضل معاصرین نے میری تائید کی اور بعض فقہی روایات منقولہ جواہر الفتاویٰ اور اشباہ وغیرہ سے استدلال کرنے والے حضرات نے اختلاف کیا۔ جو روایات سنتوں سے پہلے دعا کی کراہت پر مبنی ہیں وہ خاتمہ رسالہ میں آئیں گی۔

اس لیے میں نے یہ رسالہ تصنیف کیا اور اس میں ان روایات کو نقل کیا جو سنتوں سے پہلے دعا کی عدم کراہت پر دلالت کرتی ہیں۔ بلکہ احادیث نبویہ (صلی اللّٰہ تعالیٰ علی صاحبہا نبینا محمد وسلم) اور مستند فقہی روایات سے اس عمل کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

میں نے اس رسالے کا آغاز جمعرات کی صبح ۱۹ / صفر المظفر ۱۱۶۸ھ کو کیا اور

اس کا نام ''التحفة المرغوبة فی افضلیة الدعاء بعدالمکتوبة'' رکھا۔اور یہ (رسالہ) دو ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ پہلا باب فرض کے بعد دعا کی سنت مستحبہ ہونے پر اور دوسرا اس بیان پر مشتمل ہے کہ فرائض کے بعد سنتوں سے پہلے دعا مانگنا نہ صرف بلا کراہت جائز بلکہ سنتوں کے بعد دعا مانگنے سے افضل ہے بشرط کہ دعا زیادہ طویل نہ ہو۔ اختتامیہ ان دلائل و روایات پر مشتمل ہے جن سے مخالفین استدلال کرتے ہیں، اور اس میں رسالہ کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔

باب اوّل

اس بیان میں کہ فرائض کے بعد دعا مانگنا سنت مستحبہ ہے؟ اس کی دو فصلیں ہیں۔

فصل اوّل

فصل اول ان احادیث پر مشتمل ہے جن سے فرائض کے بعد دعا کا سنت مستحبہ ہونا ثابت ہے۔ ربّ عظیم کی اعانت سے (احادیث) بیان کرتا ہوں۔

(۱) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن اور امام نسائی علیہ الرحمہ نے ''عمل الیوم و اللیلة میں حضرت ابوامامۃ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے:

''قال قیل یارسول اللہ صلّی اللہ علیکَ ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الآخر ودبر الصلوات المکتوبات''

عرض کیا گیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم، کون سی دعا زیادہ مقبول ہے؟ تو آپ نے فرمایا: نصف شب کے بعد اور فرائض کے بعد کی جانے والی دعا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں، یہ حدیث حسن ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ مشکوٰۃ کی فارسی شرح میں فرماتے ہیں:

''عبارت کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد فرائض کے فوراً بعد دعا ہے۔''(۱)

(۲) امام بخاری علیہ الرحمہ نے ''تاریخ الاوسط'' میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

''ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یدعوا دبر کل صلاۃ ثلاثا۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہر نماز کے بعد تین بار دعا مانگتے تھے۔(۲)

(۳) امام مسلم علیہ الرحمہ نے حضرت ثوبان کی روایت نقل کی ہے کہ:

''قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا انصرف من صلاتہ استغفر ثلاثا وقال ''اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذالجلال والاکرام''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا سلام پھیرتے تو تین بار استغفار فرماتے اور اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذالجلال والاکرام'' پڑھتے۔ اس حدیث کے راویوں میں سے ایک یعنی امام اوزاعی سے اس استغفار کی کیفیت پوچھی گئی تو انہوں نے بتایا کہ یوں کہا جائے۔

استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ۔(۳)

(۴) امام بخاری و مسلم نے صحیحین اور امام ابوداؤد و نسائی نے اپنی اپنی سنن میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب نماز سے فراغت پر سلام پھیرتے تو پڑھتے۔ ''لاالٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ لہٗ الملک ولہٗ الحمد وھو علیٰ کل شئی قدیر اللھم لا

مانع لمااعطیت ولامعطی لما منعت ولاینفع ذاالجدمنک الجد۔''

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ولاشریک ہے۔ حاکمیت اور حمد وثنا اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! تیری نوازشات کی راہ میں کوئی حائل نہیں ہوسکتا اور جسے تو محروم رکھے اسے کوئی عطا نہیں کرسکتا اور کسی صاحب مرتبہ کو اس کے مرتبہ کا فائدہ تیری تائید وحمایت کے بغیر نہیں پہنچتا۔

صحیح بخاری کے کتاب الاعتصام میں مرقوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ کلمات پڑھتے تھے اور بخاری ہی کے کتاب الصلوٰۃ میں ''دبر کل صلوٰۃ مکتوبۃ'' کے الفاظ ہیں یعنی ہر فرض نماز کے بعد، پس یہ عمومیت تمام فرائض کے لیے ہے یعنی جن کے بعد سنتیں ہوتی ہیں وہ بھی اور جن کے بعد نہیں ہوتیں وہ بھی۔

(۴) امام مسلم اپنی صحیح اور امام ابوداؤد ونسائی اپنی اپنی سنن میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت لائے ہیں، کہ حضور علیہ الصلوٰۃ وسلام ہر نماز کا سلام پھیرتے ہی بلند آواز سے پڑھتے لاالٰہ الااللّٰہ وحدہ لاشریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر. ولاحول ولاقوۃ الاباللہ لاتعبدوا الاایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لاالہ الااللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون۔()

() اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ولاشریک ہے۔ بادشاہی اور حمد وثنا اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ نہیں ہے گناہوں سے بچنے کی توفیق اور عبادت کی قوت مگر اللہ کی عنایت سے۔ صرف اور صرف اسی کی عبادت کرو۔ ہر نعمت اور بزرگی اسی کے لیے ہے۔ اور اسی کے لیے بہترین ثنا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود

نہیں۔ ہم خاص طور پر اسکی بندگی واطاعت کرنے والے ہیں، اگرچہ کافر اس کو ناگوار سمجھیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''حضور علیہ السلام یہ الفاظ ہر نماز کے بعد دہراتے تھے۔ بعض راویوں نے اس کے ساتھ ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ ''دبر کل صلوٰۃ مفروضہ'' یعنی ہر فرض نماز کے بعد۔

(۶) امام بخاری ومسلم رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے ''کہ فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں بھی رائج تھا۔

ان عباس فرماتے ہیں:

''میں یہ آواز سن کر صحابہ کے نماز سے پھرنے کو جان لیتا تھا۔ ان کی دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں: ''ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز سے فراغت کا اندازہ اسی بلند تکبیر سے لگایا کرتے تھے۔ (۵)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی فارسی شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:

''بعض علماء نے کہا ہے کہ صحابہ کرام زمانہ نبوی میں ایک بار یا تین بار بلند آواز سے تکبیر کہا کرتے تھے۔ (۶)

(۷) امام بخاری نے اپنی صحیح میں ''کتاب الجہاد'' کی ابتداء میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد ان الفاظ کے ساتھ

پناہ چاہا کرتے تھے:

''اللھم انی اعوذبک من الجبن واعوذبک من ان اردالی ارذل العمرواعوذ بک من فتنة الدنیا واعوذ بک من عذاب القبر۔(٠)

() اے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور ذلت والی عمر میں مبتلا ہونے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور فتنہ دنیا اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(٨) حضرت ابوبکر ابن ابی شیبۃ نے مصنف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز سے فارغ ہو تو یوں کہے:

''اللھم انی اسئلک من الخیر کلہ ماعلمت منہٗ ومالم اعلم واعوذبک من الشر کلہ ماعلمت منہ ومالم اعلم اللھم اسئلک من خیر ماسئلک بہ عبادک الصالحون واعوذبک من شرما استعاذک من عبادک الصالحون ربنا آتنافی الدنیاحسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار ربنا اننا آمنافاغفرلنا ذنوبنا و آتناما وعدتنا علی رسلک ولاتخزنا یوم القیامة انک لاتخلف المیعاد۔''

() اے اللہ! میں تجھ سے ہر قسم کی معلوم و نامعلوم بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور ہر قسم کے معلوم و نامعلوم شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے وہ بھلائی مانگتا ہوں جس کا سوال تجھ سے تیرے نیک بندوں نے کیا اور اس شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس سے تیرے صالح بندوں نے پناہ مانگی۔ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا و آخرت میں بہتری سے نواز اور ہمیں عذاب آتش سے محفوظ فرما۔ اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں وہ کچھ عطا فرما جس کا وعدہ تو نے اپنے

رسولوں سے کیا ہے اور ہمیں روز قیامت رسوا نہ کرنا بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

(٩) امام ابوداؤد ونسائی نے سنن اور ابونعیم نے حلیہ میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

''میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کسی نماز کے بعد یہ الفاظ پڑھے بغیر نہ رہنا: ''اللھم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک۔(٨)

() اے اللہ! مجھے اپنے ذکر و شکر اور بہترین عبادت کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اور ابونعیم کے الفاظ یہ ہیں:

''اعنی علی تلاوۃ القرآن و کثرۃ ذکرک —الی آخرہ۔''

مجھے تلاوت قرآن اور کثرت ذکر کی توفیق دے۔

(١٠) امام احمد رحمہ اللہ مسند میں عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ، سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے مغرب اور فجر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے پھرنے اور قدم اٹھانے سے پہلے دس بار پڑھا۔ ''لاالٰہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمدبیدہ الخیر یحیی ویمیت وھو علی کل شئی قدیر۔''

اس کے لئے ایک بار پڑھنے کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، دس گناہ مٹادیے جاتے ہیں اور دس درجات بلند کیے جاتے ہیں۔ اور یہ عمل اس کے لیے ہر ناپسندیدہ حرکت سے حفاظت کا سبب ہوگا، سوائے اس شخص کے جو اس سے زیادہ ان

کلمات کو پڑھنے والا ہو۔(۹)

امام احمد وترمذی کی روایت جسے ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے، حضرت عبدالرحمٰن بن عائش، معاذ بن جبل اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسے حضور علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

اللھم انی اسئلک فعل الخیرات وترک المنکرات وحب المساکین، وان تغفرلی وترحمنی واذااردت بعبادتک فتنة فاقبضنی الیک غیرمفتون اللھم انی اسئلک حبک وحب من یحبک وحب عمل یقربنی الی حبک۔()

اور امام ترمذی نے مزید ابوداؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے

''اللھم اجعل حبک احب الی من نفسی واھلی ومن المآءِ البارد۔''

اے اللہ! میں تجھ سے اچھے اعمال کرنے، برے اعمال چھوڑنے اور مساکین سے محبت کی توفیق مانگتا ہوں۔ اور تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ اور جب تو لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرنے کا ارادہ کرے تو مجھے محفوظ و مامون اپنی طرف اٹھالینا۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور تیرے محبوبوں کی محبت اور اس عمل کی محبت جو مجھے تیری محبت کے لائق بنادے۔

اے اللہ! اپنی محبت کو میرے لیے میری ذات، میرے اہل وعیال اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنادے۔

(۱۲) امام ابن السنی رحمۃ اللہ علیہ ''عمل الیوم واللیلة'' میں اور ابوالشیخ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر نماز کے بعد اپنے ہاتھ اٹھا کر کہو:

''اللھم الٰھی الہ ابراھیم واسحاق ویعقوب والہ جبرئیل ومیکائیل واسرافیل اسئلک ان تستجیب دعوتی فانی مضطرو تعصمنی فی دینی فانی مبتلی وتنالنی برحمتک فانی مذنب وتنفی عن الفقرفانی متمسکن''

اے اللہ! اے میرے معبود! اے ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب کے معبود! اور اے جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل کے معبود! میں تجھ سے اپنی دعا کی قبولیت کا سوال کرتا ہوں۔ مولا! میں متزلزل ہوں مجھے دین میں مضبوطی عطا فرما! بلاشبہ میں مصیبت زدہ ہوں مجھے اپنی رحمت سے وابستہ فرما، میں گنہگار ہوں، مجھ سے مفلسی کو دور فرما، مولا میں تو عاجز ومسکین ہوں۔(۱۲)

(۱۳) امام ابن السنی نے عمل الیوم واللیة میں ہی حضرت ابوامامة رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، کہ فرائض ونوافل کے بعد جب بھی میں نبی علیہ السلام کے قریب ہوا، یہی الفاظ سنے، آپ دعا کرتے:

''اللّٰھم اغفرلی ذنوبی وخطایای کلھااللّٰھم انعشنی واجبرنی واھدنی لصالح الاعمال والاخلاق انه لا یھدی لصالحھاولایصرف سیئھاالاانت۔

اے اللہ میرے تمام گناہوں اور خطاؤں کو بخش دے، اے اللہ! مجھے ہلاکت سے بچا اور مجھے غالب کردے اور مجھے اچھے اعمال واخلاق کی طرف مائل فرما، بے شک تیرے سوا کوئی بھی اچھے اعمال واخلاق کی ہدایت دینے والا اور برے اعمال

واخلاق سے بچانے والا نہیں۔

(۱۴) امام ابن السنی ''عمل الیوم واللیة'' میں اور طبرانی اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نماز سے فارغ ہوتے اور طبرانی کے الفاظ میں جب نماز کا سلام پھیرتے تو یہ دعا کرتے:

اللھم اجعل خیر عمری آخرہ وخیر عملی خاتمہ وخیر ایامی یوم القاک۔(۱۴)

اے اللہ! میری عمر کے آخری حصے کو بہترین بنا اور میرے اچھے عمل کو میرا آخری عمل بنا اور اپنی ملاقات کے دن کو میرا بہترین دن بنا۔

میں (مصنف) کہتا ہوں مطلقاً نماز اور فرائض کے بعد ذکر دعا کے بارے میں ہماری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ بھی بہت ساری معتبر روایات وارد ہیں جن کا تذکرہ امام جزری رحمۃ اللہ علیہ کی ''حصن حصین'' امام ابن السنی کی ''عمل الیوم واللیلة'' اور امام سیوطی ''الکلم الطیب'' وغیرہ میں موجود ہے۔ لیکن میں نے احتیاط کے پیش نظر ان میں سے اسی قدر پر اکتفا کیا ہے جو ایک باعمل مومن کے لیے کافی ہے۔ بالکل اسی طرح نماز کے بعد دعا نہ کرنے والے کا رد بھی حدیث شریف میں آیا ہے۔

(۱۵) امام ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت مطلب بن ابی وداعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''الصلاۃ مثنیٰ مثنیٰ وتشھد فی رکعتین وتبائس وتمسکن وتقنع یدیک وتقول اللھم اغفرلی فمن لم یفعل ذالک فھو خداج۔(۱۵)

نماز دو دو رکعت ہے یعنی (نفل نماز افضل دو دو رکعت ہے) ہر دو رکعت میں ایک قعدہ (تشہد) ہے۔ خشوع اور مسکنت ہے۔ اور تم اپنے دونوں ہاتھ (بارگاہِ الٰہی میں) پھیلا کر عرض کرو، اے اللہ! مجھے بخش دے۔ جس شخص نے ایسا نہ کیا وہ خسارے میں ہے۔ یعنی اس کی نماز ناقص ہے۔

الفاظ کی تشریح:

''تشھد فی کل رکعتین'' قول مثنیٰ کی تفسیر ہے جیسا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: مثنیٰ مثنیٰ کے الفاظ نماز تہجد (نوافل) کے بارے میں ہیں، اور ایسے ہی تشہد (قعدہ) کا بیان بھی اسی ضمن میں ہے۔ تبائس و تمسکن کے الفاظ جن پر وقف کیا گیا ہے، فعل مضارع تاء محذوف کے ساتھ تخفیف کے لیے آیا ہے۔ لفظ تبائس یعنی دعا میں عاجزی وزاری، بُؤس سے خشوع کے معنی میں بے سروسامانی اور محتاجی کے اظہار کے لیے آیا ہے، اور لفظ تمسکن سے اظہار مسکنت اور دعا میں گڑگڑاہٹ مراد ہے۔ جبکہ ''تقنع یدیک'' اپنے ہاتھ پھیلا کر بلند کرو (یہ نہایہ میں بیان کیا گیا ہے) ''خداج'' سے مراد ناقص و نامکمل ہے۔ اور دعا میں ہاتھ اٹھانے کا حکم اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس دعا سے مراد سلام پھیرنے کے بعد والی دعا ہے، کیونکہ سلام سے پہلے والی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھائے جاتے اور نہ ہی کسی سے ایسا کہا جائے گا۔

''مفاتیح الجنان المعروف شرح شرعة الاسلام'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ ''نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا:

''ومن لم یفعل ذالک فھو خداج'' پھر اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا یعنی جس شخص نے نماز کے بعد اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو اپنے چہرے کی

طرف کرتے ہوئے اپنے رب کی بارگاہ میں نہ پھیلایا وہ حصول مقاصد سے محروم رہا اور ایسا کرنے کے باعث اس کی نماز عنداللہ ناقص ٹھہری۔ جیسا کہ ''تنویر'' میں اس کی تحقیق ہے۔

(۱۶) امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ابورِمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز مکمل فرمائی اور رُخِ انور پھیرا اتنے میں ایک شخص کھڑا ہوا تاکہ فرائض کے ساتھ ہی سنتیں ادا کرے (اس پر) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیزی سے اٹھے اور اس کے کندھے سے پکڑ کر فرمایا: بیٹھ جا، اہل کتاب کی ہلاکت کا باعث یہی تھا کہ وہ اپنی نماز کے درمیان وقفہ نہیں دیتے تھے، حضور علیہ السلام نے نگاہِ مبارک اُٹھائی اور فرمایا: ''اصاب اللّٰہ بک یا ابن الخطاب'' (اے خطاب کے بیٹے! اللہ تجھے حق پر قائم رکھے۔) (۱۶)

صاحب مشکوٰۃ نے اس حدیث کو نماز کے بعد ذکر کے باب میں نقل کیا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی فارسی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ مصنف کا اس حدیث کو اس باب میں نقل کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وقفہ نہ دینے سے مراد نماز کے بعد دعا کا ترک کرنا ہے یعنی فرض نماز کے بعد ذکر کرنا چاہیے جیسا کہ دوسری حدیث میں وارد ہے۔

اس کے بعد کھڑا ہو جائے، یوں یہ حدیث سنت کے متصل فرض نہ پڑھنے پر دلالت کرتی ہے۔

شیخ محدث دہلوی مشکوٰۃ کی عربی شرح میں فرماتے ہیں: اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ عمل جائز ہے: **ان ماکان ماثورافی الاحادیث من الادعیۃ لایوجب قراء تھا کراھۃ تاخیر السنۃ**

احادیث میں مذکور دعائیں پڑھنے کے باعث سنتوں میں ہونے والی تاخیر سے کراہت لازم نہیں آتی۔ ''فتاویٰ صوفیہ'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت تفسیر بستی سے منقول ہے کہ نماز کے بعد ذکر و دعا نہ کرنے والا اس وقت تک لائق معافی نہیں جب تک اس کی عقل میں فتور واقع نہ ہو جائے۔

(۱۷) صاحب ''فتاویٰ الحجۃ'' کہتے ہیں ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: **من استغفر بعد کل صلوٰۃ مکتوبۃ. وان کان اکثر من رمل عالج** ۔ جس شخص نے ہر فرض نماز کے بعد دس بار مغفرت چاہی اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے اگرچہ وہ علاقہ عالج کی ریت کے ذرات سے زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔

عالج لام کی زیر کے ساتھ دیارِ عرب میں سے ایک علاقے کا نام ہے جس میں ریت کثرت سے پائی جاتی ہے۔ یہ ایک راہ کو دوسرے سے ملانی والی شاہراہ ہے جس کا بلندی والا حصہ یمامہ کے داخلی حصے سے متصل ہے اور نیچے والا نجد سے ملتا ہے۔ یہ علاقہ کئی دنوں کی مسافت پر مشتمل ہے، یہاں تک کہ شیخ بکری کہتے ہیں ''عالج'' عرب کی اکثر زمین پر محیط ہے۔

فقیہ ابواللیث اپنی کتاب ''تنبیہ الغافلین'' کے باب الدعوات میں فرماتے ہیں۔ جو شخص ہر نماز کے بعد ان پانچ کلمات کے ساتھ دعا کرے گا اس کا نام ابدالوں میں لکھا جائے گا۔

''اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ،
اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ،
اَللّٰھُمَّ اَسْلِمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ، وَلِجَمِیْعِ مَنْ آمَنَ بِکَ۔

اے اللہ! امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح فرما، اے اللہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما، اے اللہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پریشانیاں دور فرما، اے اللہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت فرما، اے اللہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام اہل ایمان کو سلامت رکھ۔

(۱۸) امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے اپنی اپنی اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، ارشاد باری تعالیٰ: فاذا فرغت فانصب '' کی تفسیر میں نقل کیا ہے، قال: اذا فرغت من الصلاۃ فانصب الی ربک بالدعاء واساله حاجتک۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یعنی جب تم نماز سے فراغت پاؤ تو دعا کے ذریعے اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ اور اس سے اپنی حاجات مانگو۔

(۱۹) اور ابن ابی الدنیا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں۔ فاذا فرغت من الصلوٰۃ فانصب الی الدعاء، والی ربک فارغب فی المسئلۃ۔ (پس جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو دعا میں مشغول ہو جاؤ اور اپنی حاجات کے ساتھ متوجہ الی اللہ رہو۔)

(۲۰) امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت مجاہد سے روایت کرتے ہیں: فاذا فرغت فانصب، قال اذا صلَّیتَ فاجتھد فی الدعاء والمسئلۃ۔ امام مجاہد نے اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں فرمایا۔

(جب تم نماز پڑھ چکو تو دعا مانگنے اور سوال کرنے کا خاص اہتمام کرو۔)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر ابن المنذر اور ابن نصر حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ''فاذا فرغت فانصب'' قال ''اذا

فرغت عن صلاتک فانصب فی الدعاء۔''

فرمایا، جب تم اپنی نماز سے فارغ ہو تو دعا میں مشغول ہو جاؤ۔

(۲۲) امام عبد بن حمید، اور ابن نصر ضحاک سے اسی آیت کے بارے روایت کرتے ہیں۔

قال: اذا فرغت من الصلوٰۃ المکتوبۃ فارغب الی ربک فی المسئلۃ والدعاء

انہوں نے کہا: جب تو فرض نماز سے فراغت پائے تو اپنے رب کی طرف سوال اور دعا کے ساتھ مائل ہو۔

(۲۳) عمدۃ الابرار میں صلوٰۃ مسعودی کے حوالے سے منقول ہے۔

''انہ قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد کل فریضۃ دعوۃ مستجابۃ۔'' (۱۷)

بلاشبہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: ہر فرض نماز کے بعد کی جانے والی دعا مقبول ہوتی ہے۔

(۲۴) صاحب تاج المصادر: باب تفعیل میں کہتے ہیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے ''من عقب فی صلاۃ فھو فی صلاۃ '' جو نماز کے بعد ٹھہرا وہ نماز میں ہے، اس کا معنی ہے، جو شخص نماز کے بعد ذکر اور دعا کیلئے بیٹھا رہا وہ ثواب اور اجر کے اعتبار سے نماز میں ہی شمار ہوگا۔

علامہ ابن ارسلان رملی اپنی تصنیف ''تہذیب الاذکار'' میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:

ان التعقیب فی الصلاۃ ھو الجلوس انقضاءھا للدعاء

نماز میں تعقیب کے معنی ہیں، نماز کی تکمیل کے بعد دعا کے لیے بیٹھنا۔

(۲۵) صاحب ''تفسیر العمدۃ'' اربعین امام زاہد المروزی سے حدیث نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں، نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

من قرء آیة الکرسی فی دبر کل صلاة مکتوبة لم یکن بینه و بین الجنة حجاب الاان یموت ویدخل الجنة

جس نے ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی، اس کے اور جنت کے مابین کوئی پردہ نہیں۔ جونہی وہ مرتا ہے جنت میں داخل کردیا جاتا ہے۔

(۲۶) امام محمد بن محمد شمس الدین الجزری ''حصن حصین'' میں لکھتے ہیں۔

''من قرء آیة الکرسی دبر کل صلاةمکتوبة لم یمنعه من دخول الجنةالاان یموت۔(۱)رواه النسائی وابن حبان فی صحیحه وابن السنی فی عمل الیوم واللیلة۔''

جس نے ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی تلاوت کی کوئی چیز اس کے اور جنت کے مابین حائل نہیں ہوتی، سوائے موت کے۔ اسے نسائی نے روایت کیا، ابن حبان نے اپنی صحیح اور ابن السنی نے ''عمل الیوم واللیلة'' میں روایت کیا۔

حضرت ملا علی قاری، شرح ''حصن حصین'' میں اضافہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اسے طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ تمام روایات حضرت ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں۔ ''اصول الصفار'' میں ہے، جس نے نماز پڑھی اور ان کلمات سے دعا مانگی ''اللهم اغننی بالعلم وزینی بالحلم واکرمنی بالتقویٰ وجملنی بالعافیة کتبت صلاته باربع مائة صلاة۔

اے اللہ! مجھے علم کی دولت عطا فرما، اور حلم سے زینت دے، اور مجھے تقویٰ کی

عزت دے اور مجھے عافیت عطا فرما، اس کے لیے چار سو نمازوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

فصل ثانی

فرض نماز کے بعد دعا کے سنت مستحبہ ہونے کے بارے میں منقول فقہی روایات کا بیان۔

مصنف کہتے ہیں:

(۱) شرعۃ الاسلام میں ہے: ''ویغتنم ای المصلی الدعاء بعد المکتوبة'' فرض نماز کے بعد دعا (نمازی کے لیے) غنیمت ہے۔''

صاحب ''مفاتیح الجنان شرح شرعۃ الاسلام'' میں کہتے ہیں (فرض کے بعد یعنی سنتوں سے پہلے۔)

(۲) نورالایضاح اور اس کی شرح ''امدادالفتاح'' میں ہے ''ثم بعدالفراغ عن الصلاة یدعوالامام لنفسه و ——— الفراغ من الدعاء۔

پھر نماز سے فراغت کے بعد امام اور مسلمان اپنے لیے سینے کے برابر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگیں، اور ہتھیلیوں کا رُخ چہرہ کی طرف رکھتے ہوئے خشوع وخضوع کا مظاہرہ کریں اور پھر آخر میں ہاتھوں کو چہروں پر پھیریں یعنی دعا کے اختتام پر۔

(۳) علامہ ابن ارسلان رملی اپنی کتاب ''تہذیب الاذکار'' میں کہتے ہیں:

قداجمع العلماء ——— احادیث کثیرة۔

نماز کے بعد ذکرودعا کے مستحب ہونے پر علماء کا اجماع رہا ہے۔ اس ضمن میں کافی احادیث وارد ہیں۔

(۴) صاحب ''فتاوی الصوفیه'' بستی سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں

نے اپنی تفسیر میں آیۃ کریمہ فاذاقضیتم الصلاۃ فاذکروا اللّٰہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم کی تفسیر میں کہا ہے۔

ای اذکروا اللّٰہ ——— من الصلوٰۃ۔

نماز کے بعد اللہ کا ذکر کرو اور اس سے دعا مانگو۔

(۵) فتاویٰ صوفیہ ہی میں ''جامع المضمرات'' کے باب ''صلاۃ الکسوف'' اور ''تحفۃ'' کے حوالے سے منقول ہے: ان من السنۃ ——— فارغ۔

فاذافرغت فانصب، والی ربک فارغب سے ثابت ہے۔

(۶) فقیہ ابواللیث ''بستان'' کے آداب وضو وصلوٰۃ میں کہتے ہیں:

جب نمازی نماز سے فارغ ہو تو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے، اپنے والدین اور تمام مسلمین، مسلمات کے لیے دعا کرے۔

(۷) صاحب ''فوائد الجامع الصغیر'' باب تکبیر فی الصلوٰۃ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اس کی اقسام کے بیان میں کہتے ہیں۔

ان الدعاء موضعه آخر الصلاۃ قال اللّٰہ تعالیٰ فاذافرغت فانصب ای — للدعاء ۔ بے شک دعا کا محل نماز کا اختتام ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: ''جب تم فارغ ہو جاؤ تو دعا میں مشغول ہو جاؤ۔

(۸) اور ''منافع'' میں تفسیر آیہ فاذافرغت کے تحت ہے:

جب تم اپنی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو دعا کا اہتمام کرو اور ''والی رب فارغب'' یعنی خاص طور پر اس کی رغبت رکھو اور اس سے اس کا فضل ہی مانگو۔

(۹) اور صاحب مبسوط کہتے ہیں:

جب تم اپنی نماز سے فراغت پاؤ تو اللہ تعالیٰ کی طرف دعا کے لیے متوجہ ہو

جاؤ بے شک یہ قبولیت کے زیادہ لائق ہے۔

(۱۰) علامہ عینی حنفی شرح بخاری کے باب الذکر بعد الصلوٰۃ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''ان من فوائد الحدیث استحباب الذکر عقیب الصلوٰۃ لانھا اوقات فاضلۃ یرتجی فیھا اجابۃ الدعاء۔

اس حدیث کے فوائد میں سے نماز کے بعد ذکر کا مستحب ہونا بھی ہے کیونکہ متبرک اوقات میں قبولیت دعا کا امکان بڑھ جاتا ہے۔

(۱۱) صاحب ''فتوح الاوراد'' فرماتے ہیں:

''ایں دست برداشتن بعد از نماز و دعا کردن سنت است مستحبہ، چنانکہ از احادیث مستفاد میشود، و در احادیث صحیحہ مقرر شدہ کہ طریقہ دعا دست برداشتن بکیفیت متعارف است۔''

نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا سنت مستحبہ ہے، جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور احادیث صحیحہ سے واضح ہو چکا ہے کہ فرائض کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔ صحاح ستہ کی حدیث سے ثابت ہے کہ دعا کا (صحیح) طریقہ، مروجہ انداز میں ہاتھ اٹھانا ہے۔

(۱۲) ''شرح توزیع الاوقات'' میں العقائد السنیۃ اور ''منہج العمال'' کے حوالے سے منقول ہے:

''ان الدعاء بعد الصلوٰۃ المکتوبۃ مسنون و کذا رفع الیدین ومسح الوجہ بعد الفراغ''

فرض نماز کے بعد دعا مانگنا سنت ہے اور اس طرح دونوں ہاتھ اٹھانا اور آخر

میں ہاتھوں کا چہرے پر پھیرنا بھی سنت ہے۔

(حضرت مصنف کہتے ہیں) ہم نے ان دو فصلوں میں احادیث نبویہ اور روایات فقہیہ میں سے جو کچھ نقل کیا ہے، ان سب کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا مانگنا سنت ہے۔

اگر کوئی سوال کرے کہ یہ جو حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح ''صراط المستقیم'' میں لکھا ہے:

''البتہ یہ دعا جو ائمہ مساجد سلام پھیرتے ہی مانگتے ہیں، جیسا کہ عرب وعجم میں معروف ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقہ نہ تھا، اور اس سلسلہ میں ایک حدیث بھی ثابت نہیں ہے۔ یہ بدعت حسنہ ہے۔

اس کا کیا جواب ہے؟ میں (مصنف) کہتا ہوں، اس کے کئی جوابات ہیں:

(۱) یہ کہ علامہ فتح محمد بن شیخ عیسیٰ شطاری، صاحب ''مفتاح الصلوٰۃ'' اپنی کتاب فتوح الاوراد میں کہتے ہیں جس کا خلاصہ یوں ہے کہ

ان الشیخ عبدالحق انماحکم بکونه بدعة لانه لم یطلع علی الاحادیث المرویة فی الصحاح الستة وغیرهاالواردة فی الادعیة الماثورة بعدالصلوٰة ،انتہی

حضرت شیخ عبدالحق دہلوی نے اس پر بدعت ہونے کا حکم اس لیے لگایا ہے کہ وہ صحاح ستہ میں مروی احادیث کے علاوہ دیگر ماثورہ دعاؤں پر مطلع نہ ہو سکے جو نماز کے بعد مانگی جاتی ہیں۔ اس لیے انہوں نے کہا ہے

دریں باب ہیچ حدیثی وارد نہ شدہ

(۲) یہ کہ اگر شیخ کے خیال میں نماز کے بعد دعا مانگنا اصل کے اعتبار سے بدعت

ہے، تو بے شک یہ قول بھی غلط ہے۔ کیونکہ ان دو فصلوں میں ہماری نقل کردہ احادیث و روایات فقہیہ جو فرض کے بعد دعا کے سنت ہونے پر دلالت کرتی ہیں سے ان کی اس بات کا رد ہوتا ہے۔

(۳) اگر شیخ کے خیال میں اس مخصوص کیفیت کے ساتھ ہاتھ اُٹھا کر نماز کے بعد دعا مانگنا اور مقتدیوں کا آمین آمین کہنا بدعت ہے، تو یہ بھی درست نہیں، اس لیے کہ ہاتھ اٹھانا دعا کی سنتوں میں سے ہے اور دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنا اور سامعین کا (امام کے ساتھ) آمین آمین کہنا بھی دعا کی سنتوں میں سے ہے یہ اعمال باوجود یہ کہ سنت موکدہ نہیں سنت مستحبہ میں سے ہیں مگر کئی سنتوں پر مشتمل ہونے کے باوصف اس پر بدعت کا اطلاق درست نہیں، دعا میں ہاتھوں کا اٹھانا بھی سنت ہے جو احادیث اور روایاتِ فقہیہ سے ثابت ہے۔ ان احادیث میں سے ایک وہ ہے جسے ابوداؤد نے خلاد بن سائب سے اور انہوں نے اپنے والد سے یا سائب بن یزید سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے۔

قالهٗ کان رسول اللّٰه اذادعا رفع یدیه ومسح وجهه بیدیهٗ رواه الطبرانی فی معجم الکبیر۔۔۔(۱۹)

(حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر دعا مانگا کرتے تھے اور (بعد ازاں) دونوں ہاتھ اپنے چہرہ اقدس پر پھیرتے، طبرانی نے اپنی معجم کبیر میں خلاد بن سائب سے ان کے والد کی روایت نقل کی ہے۔

ان ہی روایات میں سے ایک وہ ہے جسے ترمذی نے سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قال: کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذارفع یدیه فی

الدعاء لم یحطھماحتی یمسح بھماوجھه...وروی ابوداؤدعن ابن عباس عن النبی علیه السلام نحوہ۔(۲۰)

رسول اللہ ﷺ جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے تو کبھی انہیں چہرہ اقدس پر پھیرے بغیر ہی چھوڑتے۔ابوداؤدنے ایسی ہی حدیث بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہمانقل کی ہے۔

ان روایات میں سے ایک امام ابن الجزری ''حصن حصین'' میں لائے ہیں۔

ان من آداب الدعاء رفع الیدین رواہ الجماعة یعنی اصحاب الکتب الستة و ان یکون رفعھما حذوالمنکبین ۔(۲۱)رواہ الامام احمدفی مسندہ وابوداؤدفی سننه وابوبکرابن ابی شیبه فی مصنفه۔

دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھانا آداب دعامیں سے ہے۔اسے ایک جماعت یعنی اصحاب صحاح ستہ نے روایت کیااور کندھوں تک) ہاتھ اٹھانے والی روایات کو امام احمد نے اپنی مسند،ابوداؤدنے سنن اور ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں روایت کیا ہے۔اورایک روایت جوابن عباس سے مروی ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قالهٔ المسئلة ان ترفع یدیک حذومنکبیک اونحوھمارواہ ابوداؤد۔۔۔(۲۲)واللفظ له والحاکم فی المستدرک۔

بلاشبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:دعا(کاطریقہ)یہ ہے کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک یاان کے برابر بلند کرو۔اسے ابوداؤدنے اپنے الفاظ میں روایت کیااور حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے۔

ایک روایت (اسی سلسلے میں)حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم رفع الایدی من الاستکانة التی قالهٔ فمااستکانوالربھم ومایتضرعون۔(المومنون:۷۶)

حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:دونوں ہاتھ اٹھانا انکسار کا حصہ ہے،جس کے بارے میں ارشاد ہے،پس وہ اپنے رب کے سامنے الحاح وزاری اور خشوع اختیار نہیں کرتے۔

دعامیں ہاتھ اٹھانے کے بارے میں مشہوراحادیث بکثرت ملتی ہیں۔

روایات فقہیہ میں سے ایک صاحب''القنیة'' کی روایت ہے:

المستحب ان یرفع یدیه عندالدعاء بحذاء صدرہ کذاروی ابن عباس من فعل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم۔

مستحب یہ ہے کہ(دعامانگنے والا)اپنے دونوں ہاتھ سینے کے برابراٹھائے، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہمانے نبی علیہ السلام کے عمل سے روایت کیا ہے۔

ان میں سے ایک شیخ رحمت اللہ السندی کاقول ان کی(تصنیف)''المنسک المتوسط'' میں ہے:

من آداب الدعاء رفع الیدین للدعاء ثلاثاوافتتاحه الحمد والصلاة۔

دونوں ہاتھ اٹھانا،تین باردعاکادہرانااورحمدوصلوٰۃ سے شروع کرنادعاکے آداب میں سے ہے۔

حضرت ملاعلی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ اس''منسک'' کی شرح میں فرماتے ہیں:

ان ھذہ الثلاثة من مستحبات مطلق الدعاء۔(یہ تینوں ہرحال میں دعاکے مستحبات میں سے ہیں۔)

ابھی ہم نے ''العقائد السنیۃ'' اور ''منہج العمال'' کے حوالے سے جو روایات نقل کی ہیں ان سے فرائض کے بعد دعا میں رفع یدین کا سنت ہونا صراحۃً ثابت ہوتا ہے۔ اس طرح ابھی ہم نے ''شرعۃ الاسلام'' اور ''امداد الفتاح'' سے جو کچھ پیش کیا، اس سے بھی واضح طور پر نماز سے فراغت کے بعد (دعا کے لیے) ہاتھ اٹھانے کا تقاضا سامنے آتا ہے۔

دعا سے فراغت پر ہاتھوں کا چہرے پر پھیرنا بھی دعا کی سنتوں میں سے ہے اور احادیث و روایات فقہیہ سے ثابت ہے۔

(۱) ان میں سے ایک حدیث ابھی ابھی بسلسلہ رفع الیدین ابوداؤد اور طبرانی کی روایات میں گزری ہے اور مزید انہی روایات میں ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم کے حوالے سے آرہی ہیں۔

(۲) امام ترمذی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت لائے ہیں:

''کان رسول صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم اذا رفع یدیه فی الدعاء لم یردھا حتی یمسح بھما وجھه۔'' (۲۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے تو کبھی انہیں چہرہ اقدس پر پھیرے بغیر نہ لوٹاتے تھے۔

(۳) ان میں سے ایک روایت کا اخراج ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کیا ہے:

''قال رسول اللّٰہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم اذا فرغت من الدعاء فامسح بیدیک وجھک۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''جب تم دعا سے فارغ ہو جاؤ تو اپنے

دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرو''۔

اس سلسلہ میں فقہی روایات بھی بے شمار ہیں، جن میں سے کچھ ہم نے اس رسالہ میں موقع بہ موقع نور الایضاح، اس کی شرح ''امداد الفتاح'' مواہب الرحمٰن اور اس کی شرح ''البرہان''، ''عقائد السنیۃ'' اور منہج العمال کے حوالہ سے نقل کی ہیں اس طرح مقتدیوں کا آمین، آمین کہنا بھی دعا کی سنت ہے اور یہ بھی احادیث و روایات فقہیہ سے ثابت ہے۔

(۱) ان احادیث میں سے امام جزری کی ''حصن حصین'' میں روایت ہے۔

''ان من آداب الدعاء تامین المستمع''

سامع کا آمین کہنا آداب میں سے ہے۔ اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

(۲) ''ومن آدابه مسح وجهه بیدیه بعدفراغهٗ۔'' اور فراغت کے بعد دونوں ہاتھوں کا چہرے پر پھیرنا بھی آداب دعا میں سے ہے۔

اسے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان نے اپنی صحیح اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے۔

(۳) ان میں سے وہ روایت بھی ہے، جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو دعا مانگنے کا حکم دیا، تو موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی اور ہارون علیہ السلام نے آمین، آمین کہا، پس حق تعالیٰ شانہ نے ان دونوں کی دعا قبول فرمائی۔ جیسا کہ قرآن عظیم الشان میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

''قال قد اجیبت دعوتکما''، تحقیق تم دونوں کی دعا قبول ہوگئی۔

مختلف تفاسیر میں ایسا ہی ہے۔

اس حوالہ سے روایات فقہیہ قبل ازیں ہم کتب فقہ سے نقل کر چکے ہیں۔

الباب الثانی

اس بات کے بیان میں کہ دعا بعد از فرائض اور سنتیں ادا کرنے سے پہلے نہ صرف بلا کراہت جائز بلکہ سنتوں کے بعد مانگنے کی نسبت زیادہ افضل ہے۔اس باب میں دو فصلیں ہیں۔

فصل اوّل ان احادیث پر مشتمل ہے جو اس موقف پر دلالت کرتی ہیں۔

اس سے پہلے باب اول میں ہماری بیان کردہ معروضات کے حوالے سے آپ جان چکے ہیں کہ فرائض کے بعد دعا مانگنا سنت مستحبہ ہے۔بقیہ کلام اس ضمن میں ہے کہ کیا فرائض کے بعد اور سنتوں سے قبل دعا مانگنا مکروہ ہے یا نہیں۔

تو ہم کہتے ہیں کہ باب اول میں ہم بخاری کی تاریخ اوسط کے حوالے سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت پیش کر چکے ہیں کہ:

"انہ کان یدعوا دبر کل صلوٰۃ وقد نھٰی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یخص الامام نفسہ بالدعاء دون المؤمنین" فقد اخرج ابو داؤد فی سننہ وغیرہ

"انہ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الامام اذا دعاء لنفسہ خاصہ و لم یدع للمؤمنین فقد خانھم۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر نماز کے بعد دعا مانگا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ امام مقتدیوں کو چھوڑ کر صرف اپنے لیے دعا مانگے۔

اور ابوداؤد نے اپنی سنن اور ان کے علاوہ دیگر ائمہ نے روایت کیا ہے کہ:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو امام صرف اپنی ذات کے لیے دعا مانگے اور اپنے مقتدیوں (مومنوں) کیلئے دعا نہ کرے: وہ خائن ہے۔

امام مسلم نے اپنی صحیح، ابوداؤد نے سنن اور امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

"سئلت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا عن صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقالت کان یصلی فی بیتی قبل الظھر اربعا ثم یدخل فیصلی رکعتین ثم یخرج فیصلی بالناس العصر ثم یصلی بالناس المغرب ثم یدخل فیصلی رکعتین ثم یصلی بالناس العشاء فیدخل فی بیتی فیصلی رکعتین"، الحدیث فی آخرہ و کان اذا طلع الفجر صلی رکعتین ثم یخرج فیصلی بالناس صلاۃ الفجر۔(۲۵)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: "کہ آپ میرے گھر میں ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت ادا فرماتے اور پھر باہر تشریف لے جا کر لوگوں کے ساتھ ظہر کے فرائض ادا فرماتے پھر اندر تشریف لا کر دو رکعت ادا فرماتے۔پھر باہر جا کر لوگوں کے ساتھ عصر کی نماز ادا فرماتے (اور وہیں تشریف فرما رہ کر لوگوں کے ساتھ مغرب کی نماز ادا فرماتے اور اندر آ کر دو رکعت پڑھتے تھے۔پھر (عشاء کے وقت) با جماعت نماز عشاء پڑھ کر میرے حجرہ میں داخل ہوتے اور دو رکعت پڑھا کرتے تھے، اس حدیث کے آخر میں ہے۔اور جب صبح صادق ہوتی تو دو رکعت پڑھ کر باہر تشریف لے جاتے اور نماز فجر با جماعت ادا فرماتے۔

امام ترمذی نے شمائل اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں عبداللہ ابن سعد انصاری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے:

سئلت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ایما افضل الصلاۃ فی البیت او الصلوٰۃ فی المسجد،قال لان اصلی فی بیتی احب من ان اصلی فی المسجد الا ان تکون صلاۃ مکتوبۃ۔

حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ نماز گھر میں پڑھنا زیادہ افضل ہے یا مسجد میں آپ نے فرمایا کہ گھر میں نماز پڑھنا مجھے مسجد میں نماز پڑھنے سے زیادہ پسند ہے سوائے فرض نمازوں کے۔

امام بخاری و مسلم اور دیگر ائمہ نے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل الصلاۃ صلاۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی فرد کی بہترین نماز وہ ہے جسے وہ اپنے گھر میں ادا کرے سوائے فرضوں کے۔

اسے ترمذی نے بھی روایت کیا،اور ایک باب میں اسے حضرت عمر بن خطاب ، جابر بن عبداللہ، ابی سعید، ابوہریرۃ، ابن عمر، سیدۃ عائشہ، عبداللہ بن سعد اور زید بن خالد الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب نے روایت کیا ہے۔

ابوداؤد، ترمذی اور نسائی حضرت کعب بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنی مسجد

عبدالاشہل فصلی بہم المغرب فلماقضوا صلاتہم راہم یسبحون ای یتنفلون فقال صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''ھذہ صلاۃ البیوت''۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بنی عبدالاشہل میں تشریف لائے اور ان کے ساتھ نماز مغرب ادا فرمائی۔ جب قبیلہ والے نماز پڑھ چکے تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ نوافل پڑھ رہے ہیں، (یہ دیکھ کر) آپ نے فرمایا: یہ گھروں کی نماز ہے۔

مصنف فرماتے ہیں، اس قسم کی تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نوافل اور سنتیں کاشانہ اطہر میں ادا فرماتے تھے، پہلی حدیث تو واضح طور پر اس کی دلیل ہے جبکہ بقیہ روایات سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک افضل اور اپنے پسندیدہ عمل کو جس کا تعلق عبادات سے ہے ترک نہیں فرماتے ہوں گے۔

اسی لیے ''منیۃ المصلی'' میں کہا گیا ہے:

روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یصلی جمیع السنن والوتر فی البیت۔(۲۸)

نبی علیہ السلام سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ تمام سنن اور وتر گھر میں ادا فرماتے تھے۔

اور شارحین ''منیۃ المصلی'' نے اسے برقرار رکھا ہے۔اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں، پہلی یہ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر نماز کے بعد اپنے لیے اور اپنے ساتھ نماز پڑھنے والے مسلمانوں کے لیے دعا فرماتے تھے، دوسری یہ کہ آپ کی یہ دعا سنتوں سے پہلے ہوتی تھی اور باقی لوگ اس وقت دعا کے لیے ٹھہر رہتے تھے۔

یہاں موقف ثابت ہو رہا ہے۔

الفصل الثانی

ان روایات فقہیہ کے بیان میں جو فرائض کے بعد اور سنتوں سے پہلے دعا مانگنے کے بلا کراہت جائز ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ بلکہ ان سے دعا قبل از سنن کی فضیلت بعد از سنن والی دعا پر بھی ثابت ہوتی ہے۔

مصنف کہتے ہیں، مفاتیح الجنان شرح شرعۃ الاسلام میں ہے:

"ویغتنم المصلی الدعاء ــــــ مستجاب بالحدیث۔"

(نمازی کے لئے فرائض کے بعد قبل از سنن دعا مانگنا بہتر ہے جیسا کہ بقال سے روایت کیا گیا ہے، کہ افضل یہ ہے کہ سنتوں سے پہلے دعا میں مشغول ہوا جائے اور یہی ہمارے زمانے میں مشہور و معمول ہے۔ جبکہ حدیث کی رو سے یہ عمل مقبول بھی ہے۔) اور مزید حضرت حسن بصری کی حکایت نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ہمسایہ تھا جو لکڑیاں اپنی کمر پر اٹھا کر بیچتا تھا، نماز میں اس کا معمول تھا کہ جب امام سلام پھیرتا تو وہ جلدی سے مسجد سے باہر نکل جاتا، ایک دن حضرت حسن بصری نے اس سے کہا، اے شخص! تو کیوں گھڑی بھر کے لیے بیٹھنا گوارا نہیں کرتا اگر تجھے آخرت کی کوئی ضرورت نہیں تو کیا دنیا کی حاجات سے بھی تو لاتعلق ہے، نماز کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کر اور اس سے وہ (لکڑی کا) گٹھا مانگ جسے تو اپنی پشت پر اٹھاتا ہے۔

مفاتیح الجنان کے علاوہ مواہب الرحمٰن میں ہے اور اس کی شرح "البرہان" کے الفاظ ہیں، امام کے لیے سلام کے بعد مستحب ہے کہ وہ تین بار استغفر اللہ کہے اور

آیۃ الکرسی کے علاوہ معوذات پڑھے اور "اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذاالجلال والاکرام اور وہ اوراد پڑھے جن کا فرائض کے بعد پڑھنا حدیث میں وارد ہے۔ جیسا کہ لاالٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ......الخ اللھم لا مانع لما اعطیت ......الخ آگے کہتے ہیں کہ پھر امام اپنے لیے اور مسلمانوں کے لیے جامع اور ماثور و مسنون انداز میں دونوں ہاتھ سینے کے برابر اٹھا کر، ہتھیلیاں پھیلائے ہوئے، ان کو اپنے چہرے کی طرف رکھ کر خشوع وخضوع سے دعا مانگے اور آخر میں دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیرے۔

اور یہ فرض وسنت کے درمیان دعا مانگنے کے جواز پر نص ہے بلکہ استحباب پر کیونکہ یہاں یوں نہیں کہا گیا کہ پھر وہ سنتیں ادا کرے اور پھر دعا مانگے اور دوسرا قرینہ وظیفہ "اللھم انت السلام" کا پڑھنا ہے جو یقیناً فرض وسنن کے مابین ہی پڑھا جائے گا۔ جبکہ تیسرا قرینہ استحباب کا۔

ماورد بعد کل صلاۃ مکتوبۃ (یعنی جو کچھ فرائض کے بعد پڑھا جانا منقول ہے۔) "فتاویٰ صوفیہ" میں نصاب الفقہ کے حوالے سے مذکور ہے۔

انہ اذا فرغ الامام من صلاۃ المغرب یستحب لہ ان یشتغل بالدعاء قلیلا ثم یصلی رکعتین۔"

جب امام نماز مغرب سے فارغ ہو تو اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ مختصر دعا مانگے اور پھر دو رکعت پڑھے۔

فقیہ ابو اللیث نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔

الکافی کی فصل تکبیرات التشریق کے مقام "الفرق بین تکبیرات العیدین و تکبیرات التشریق" میں صاحب کنز کہتے ہیں۔

ان تکبیرات التشریق عقیب الصلوٰۃ وھذاموضع الذکر والدعاء بالنص ''انتھی

ایام تشریق میں کہی جانے والی تکبیریں نماز (فرض) کے بعد ہوتی ہیں اور یہ موقع ازروئے نص دعااور ذکر کا ہے۔

یہاں نص سے ''فاذافرغت فانصب'' کی طرف اشارہ ہے اور ''المحیط البرھانی'' میں ہے۔

''ان تکبیرات التشریق یوتی بھاعقیب الصلوٰۃ وھوموضع الذکروالدعاء۔''

ایام تشریق کی تکبیریں نماز (فرض) کے بعد کہی جاتی ہیں اور یہ موقع ذکرودعا کا ہے۔

کافی اورمحیط کی عبارت سے صریحاًواضح ہورہاہے کہ دعا کا موقع فرائض کے بعداورسنت سے پہلے ہے اسی لیے دونوں نے کہاان موضع تکبیر التشریق موضع الدعاء۔''

اس میں شک کی گنجائش نہیں کہ تکبیرات فرائض کے بعد قبل ازسنت کہی جاتی ہیں۔صاحب ''امدادالفتاح'' حضرت علامہ شرنبلالی اپنی شرح منظومۃ ابن وھبان میں کہتے ہیں: ''انہ ذکرشمس الائمۃ ''یعنی''الحلوائی جوازتاخیرالسنۃ بعدالفرض للاشتغال بالدعاء والورد ''(شمس الائمہ حلوائی نے فرض کے بعد دعااوروظائف کے لیے سنتوں میں تاخیر کاجواز بیان کیاہے۔) جہاں تک فرض کے بعدسنتوں میں تاخیر کی بات ہے،تواس حوالے سے ''المحیط البرہانی'' میں کہا گیا ہے۔

اور جب امام نماز سے فارغ ہوجائے تواس پرسب کااجماع ہے کہ وہ اپنی

جگہ پر کسی بھی نماز میں قبلہ رونہ بیٹھے۔اس کے بعد دیکھے،اگراس نماز کے بعد سنتیں وغیرہ نہیں ہیں تواس کواختیار ہے اگرچاہے تو دائیں طرف منہ کرکے بیٹھے یا بائیں اور اگرچاہے تواپنے کسی کام کے لیے چلاجائے اور مقتدیوں کی طرف رُخ کرکے بیٹھنا چاہے تو بیٹھے۔اوراگر یہ ایسی نماز ہے جس کے بعد سنتیں ہوتی ہیں مثلاً ظہر،مغرب، اورعشاء توسنتوں کے لیے کھڑاہوجائے،کیونکہ فرائض کی ادائیگی کے بعد سنتوں میں تاخیر مکروہ ہے(اس حوالے سے) شمس الائمہ حلوائی کہتے ہیں،یہ اس وقت ہے اگر نمازی کاارادہ دعامانگنے کانہ ہو،اوراگروہ کوئی ورد،وظیفہ فرائض کے بعد کرتا ہواور چاہے کہ سنتوں میں مشغول ہونے سے پہلے اسے پورا کرے تو (اسے چاہیے کہ) وہ اپنی جگہ سے اٹھے اور کھڑاہوکروہ وظیفہ پڑھے اوراگرچاہے تو مسجد کے کسی کونے میں بیٹھ کراپنا ورد ووظیفہ پورا کرے اور پھرسنن ونوافل ادا کرے،اوراس معاملہ میں کافی وسعت ہے۔

شمس الائمہ حلوائی نے جودلیل فرض کے بعد سنتوں میں تاخیر کے جواز پر بیان کی ہے اورابتدامیں ہم نے فرائض کے بعدسنتوں میں تاخیر کی کراہت پرنص کا ذکر کیاہے،یہ (صرف) امام کے لیے ہے،جبکہ منفرداورمقتدی کے لیے رخصت ہے، وہ چاہیں تواپنے مقام نماز پر ہی بیٹھ رہیں اور چاہیں تواسی مقام پر یا ہٹ کردوسری جگہ سنتیں پڑھیں،اورنوادر میں ہے:

''ان قاماللتطوع فی مکان آخرمن المسجدفھواحسن ،انتھی مافی المحیط البرھانی۔''

اگرمنفردومقتدی نوافل کے لیے مسجد میں جگہ بدل کرکھڑے ہوں تو یہ زیادہ بہتر ہے۔

اس سے آگے اسی عبارت کی تکرار ہے جس کا ترجمہ لفظ بہ لفظ اوپر کیا جا چکا ہے۔ (مترجم) اصل عبارت کے لیے دیکھئے "التحفة المرغوبة" (عربی) ص ۳۱،

اور خلاصۃ الفتاوی اور فتاوی عالمگیری میں ہے:

جب امام ظہر، مغرب اور عشاء (کی نماز) کا سلام پھیر لے تو اس کے لیے اپنی جگہ پر بیٹھے رہنا مکروہ ہے، اسے چاہیے کہ وہ سنتوں کے لیے کھڑا ہو جائے اور فرضوں والی جگہ کی بجائے دائیں یا بائیں ہو کر سنتیں ادا کرے، ایسا کرنا جائز اور دونوں صورتوں میں یکساں ہے۔ اور جس نماز کے بعد سنن و نوافل نہیں ہوتے اسے پڑھ کر اسی جگہ قبلہ رُخ بیٹھے رہنا مکروہ ہے۔ علاوہ ازیں اسے اختیار ہے، چاہے تو چلا جائے اور چاہے تو محراب میں طلوع آفتاب تک بیٹھا رہے اور ایسا کرنا افضل ہے۔

اور ایسی صورت میں جبکہ عین اسی کے پیچھے کوئی نماز نہ پڑھ رہا ہو، اپنا رُخ نمازیوں کی طرف کرے اور اگر اس کا رُخ کسی نمازی کی طرف ہوتا ہو تو دائیں یا بائیں رُخ بیٹھ جائے۔ یہ (حکم) امام کے لئے سردی ہو یا گرمی دونوں میں برابر ہے۔ انتہی

اہم وضاحت

اس میں شک نہیں کہ "صاحب محیط" صاحب ذخیرہ اور خلاصہ کی اس بات "ویکرہ لہ تاخیر التطوع عن حال اداء الفریضة" سے مطلقاً تاخیر کی کراہت نہیں طویل کی کراہت مراد ہے، اگر ایسا نہ ہو تو پھر وظیفہ "اللھم انت السلام" پڑھنے سے بھی تاخیر اور کراہت لازم آتی ہے جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔

بلکہ اس سے پہلے حدیث ابی رمثہ اور فتح القدیر کی عبارت پیش ہو چکی ہے جو فرض اور سنت کے اتصال کی کراہت پر دلالت کرتی ہے۔

صاحب "فتح القدیر" خلاصہ کی عبارت نقل کر کے فرماتے ہیں:

"ان کا کہنا ہے کہ سنتوں کے لیے (فوری) کھڑے ہونا نہ ہونا برابر ہے، البتہ فضیلت صراحت کے ساتھ کچھ دیر توقف میں ہے۔"

فتح القدیر کی عبارت سے جو ایک اور فائدہ حاصل ہوتا ہے، اس کا خلاصہ یوں ہے کہ:

"فرض نماز کے بعد سنتوں میں طویل تاخیر کی کراہت سے مراد کراہت تنزیہی ہے جس کا حکم خلاف اولی ہے۔"

علامہ ابن امیر الحاج منیۃ کی شرح اکبر میں کہتے ہیں:

"انہ تحمل ھذہ الکراھة علی خلاف الاولی، فالاولی ان لا یقرء الاوراد قبل السنة ولو فعل لاباس بہ۔"

اس کراہت (تنزیہی) کا مدار خلاف اولی پر ہے، تو اولی یہ ہے کہ وظائف سنتوں سے پہلے نہ پڑھے جائیں اور اگر ایسا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

"فتاوی تاتارخانیہ" میں بحوالہ فتاوی الحجۃ منقول ہے کہ:

جب امام ظہر، مغرب اور عشاء کی نماز پڑھ لے تو طویل دعاؤں میں مشغول ہونے کی بجائے سنتیں ادا کرے، کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سلام کے بعد تھوڑی دیر بیٹھتے اور "اللھم انت السلام ــــ الخ" پڑھا کرتے تھے۔

روایت کیا گیا ہے کہ آپ ہر نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے:

لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد یحی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شئی قدیر، ھو

الاوّل والاٰخر والظاهر والباطن وهو بكل شئي عليم ليس كمثله شئي وهو السميع البصير۔

حضور نبی کریم علیہ السلام نماز سے فراغ ہو کر پڑھتے تھے:

''سبحان ربک رب العزة عمایصفون وسلام علی المرسلین والحمدللّٰہ رب العالمین۔''

اور حضور علیہ السلام سے مروی روایت میں ہے، آپ نے فرمایا:

''جس نے ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھی وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا اور جس نے ہر نماز کے بعد دس مرتبہ استغفار پڑھی، اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرمادے گا اگرچہ وہ صحرائے عالج کی ریت جتنے ہی کیوں نہ ہوں۔

فتاویٰ الحجۃ سے منقول تاتارخانیہ کی عبارت ختم ہوئی۔ یہ عبارت دو فائدوں پر مشتمل ہے۔ پہلا یہ کہ فرض وسنت کے مابین دعا کی کراہت طوالت سے مشروط ہے اور اگر دعا مختصر ہو جیسا کہ متعارف ہے تو مکروہ نہیں۔

دوسرا فائدہ یہ کہ صاحب فتاویٰ الحجۃ اور تاتارخانیہ نے قلیل دعاؤں کے طور پر جواز کا نقل کیے ہیں، بلاشبہ (ہمارے ہاں کی) متعارف دعا ان سے مختصر ہی ہوتی ہے، لہذا یہ ہرگز مکروہ نہیں ہوسکتی۔ عنقریب اس کی تائید میں، فتح القدیر۔ شرح کبیر للمنیہ، شرح مواہب الرحمٰن، نصاب الفقہ، عمدۃ الابرار اور کنز العباد میں منقول عبارات آرہی ہیں۔ اور اس فصل کے آخر میں اس مقدار طوالت کا بیان آرہا ہے جس سے کراہت تنزیہی کا حکم لازم آتا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

منیۃ المصلی اور اس کی ''شرح صغیر'' لابراهیم الحلبی میں ہے:

یہ تمام احکام مذکورہ امام کے لیے ہیں، جبکہ مقتدی اور منفرد کے لیے جائز

ہے کہ جہاں انہوں نے فرض پڑھے ہیں وہیں بیٹھے رہیں اور اگر اسی مقام پر سنن و نوافل کے لیے کھڑے ہوجائیں تو یہ بھی جائز ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ فرائض والی جگہ سے آگے، پیچھے یا دائیں، بائیں ہٹ کر نوافل وسنن ادا کریں۔

ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ فرائض وسنن کے مابین دعا بنفسہ مکروہ نہیں ہے اور کراہت بھی صرف تاخیر سنت ہی کے باعث لازم آتی ہے اور یہ بھی کہ فرائض کے بعد سنتوں کی ادائیگی میں تاخیر منفرد اور مقتدی کے حق میں یہ ہرگز مکروہ نہیں، رہا امام کا معاملہ تو اس سلسلے میں علامہ شمس الائمہ حلوائی فرمایت ہیں: لا کراهة فی حقهٔ۔ لہذا ہماری بقیہ گفتگو اسی موضوع پر ہے کہ کس قدر تاخیر پر امام کے لیے کراہت لازم آتی ہے۔ ہم نے جب اس حوالے سے غور کیا تو عبارات کتب میں مختلف آرا سامنے آئیں۔

علامہ ابراہیم حلبی ''منیة المصلی'' کی شرح صغیر میں کہتے ہیں:

''جب فرائض کے بعد نوافل (سنتیں) ہوں تو بلاتوقف کھڑا ہو جائے، مگر یہ کہ ''اللهم انت السلام، ومنک السلام، تبارکت یاذالجلال والاکرام'' کے بقدر بیٹھ جائے۔ اور فرائض کی ادائیگی کے بعد سنتوں میں اس مقدار سے زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے۔'' انتہیٰ

اور منیۃ کی شرح کبیر میں فرماتے ہیں:

''کہ یہ جو صحیح مسلم میں سیّدۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ''اللهم انت السلام، ومنک السلام ـــ الخ'' کی مقدار تک بیٹھتے

تھے اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ آپ صرف یہی
پڑھتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ اتنا وقت توقف فرماتے کہ
اس میں یہ مقدار پوری ہو جائے، اور ایسا ہی بیان حضرت مغیرہ
سے مروی صحیحین کی روایت میں ہے اور اس کے منافی نہیں جاتا
کہ حضور صلی اللہ ہر نماز کے بعد ''لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا
شریک لہ ——— الخ '' پڑھا کرتے تھے۔

اور اسی طرح مسلم اور دیگر ائمہ کی عبداللہ بن زبیر سے روایت کردہ یہ حدیث
بھی اس کے منافی نہیں ہے کہ ''کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا
سلم من الصلوٰۃ قال بصوتہ الاعلیٰ '' حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے
تو بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

''لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وھو
علی کل شئی قدیر۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ ولانعبد الا ایاہ لہ النعمۃ
ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الٰہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ
الکافرون۔''

لہذا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت اندازہ مقدار کی
حد تک تو معتبر ہے لیکن مخصوص حد اور حرف آخر کے طور پر نہیں۔

امام ابن الہمام ''فتح القدیر'' کے باب النوافل میں لکھتے ہیں: جس کے الفاظ
یہ ہیں پھر یہ کہ کیا سنتوں کو فرائض سے ملانا بہتر ہے یا نہیں، شرح شہید میں ہے، فرائض
کے بالکل ساتھ سنتوں کے لیے کھڑا ہونا مسنون ہے اور شافی میں ہے، حضور علیہ السلام
اتنی دیر بیٹھتے تھے کہ ''اللھم انت السلام ——— الی آخرہ '' پڑھ لیا جائے۔ جیسا

کہ بقالی کی روایت ہے۔

اور امام حلوائی کہتے ہیں کہ فرائض وسنن کے مابین وظائف پڑھنے میں کوئی
مضائقہ نہیں۔

اور امام ابن الہمام کہتے ہیں:

سیدہ عائشہ عنہا کی حدیث میں جو آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''اللھم
انت السلام ومنک السلام ——— الخ '' کی مقدار سے زائد نہیں بیٹھتے تھے، تو
اس سے ان الفاظ کا ہر نماز کے بعد بعینہٖ پڑھنا مستلزم سنت نہیں، بلکہ یہ کہ جب انہوں
نے اور کچھ نہیں پڑھا تو یہ کہا یا اتنا ضرور پڑھا تھا، اور کبھی اس کے علاوہ کچھ اور پڑھا
جیسا کہ ہم نے ''لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ '' والی روایت کا ذکر کیا ہے۔
اور کچھ اس سے متصل روایات جن میں سے ہم نے حدیث ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ
الی آخرہ '' کا ذکر کیا ہے۔

یہاں عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ اس مقدار ذکر کے مطابق توقف کرنا سنت
ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ اندازے سے ہی ہوسکتا ہے، کبھی تھوڑا زیادہ اور کبھی تھوڑا کم،
کبھی جلدی سے اور کبھی ٹھہر ٹھہر کر، البتہ اگر یہ اس اندازے سے بڑھ کر تینتیس تینتیس
تسبیحات وتکبیرات تک پہنچ جائے تو اس سے سنتوں کی ادائیگی میں تاخیر لازم آئے گی۔
انتہی، شرح کبیر للمنیہ اور فتح القدیر کی ان دونوں عبارتوں سے دو فائدے حاصل ہوتے
ہیں۔ پہلا یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ دعائیں اور وظائف بعض مواقع پر پڑھتے
تھے اور کچھ اذکار بعض دیگر اوقات میں پڑھتے تھے۔

اور دوسرا فائدہ یہ کہ فرائض کے بعد سنتوں کی ادائیگی میں ''اللھم انت
السلام، الخ '' کی مقدار سے زائد تاخیر کراہت کو مستلزم نہیں بلکہ تینتیس بار والی

تسبیحات اوراس جیسے دیگر طویل اذکار پڑھنا مکروہ ہے۔اوروہ جومنیۃ کی شرح صغیراور
ایسی دیگر کتب میں ہے کہ ''اللھم انت السلام ——'' سے زائد تاخیر کرنا مکروہ
ہے وہ اسی معنی پرمحمول ہوگا۔(کیونکہ) اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ فرائض کے
بعد کی جانے والی متعارف دعاان کلمات کی مقدار سے کافی کم ہوتی ہےاورعدم کراہت
کاحکم ''فتح القدیر'' اور ''شرح کبیرللمنیہ'' میں ہے۔پس فرائض کے بعد دعاپر کراہت
کاحکم صحیح نہیں ہےاور یہ وہ عظیم فائدہ ہے جسے یادرکھنالازمی ہے۔

علامہ جعفرالبوبکائی ''متانۃ الروایات'' میں بحوالہ ''النصاب'' لکھتے ہیں:

''وہ نماز جس کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے کہ فجراورعصر(ان نمازوں) کے
بعداسی جگہ قبلہ رُخ بیٹھے رہنا مکروہ ہے۔''

پھرفرماتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ فجر کے بعد اتنی دیرقبلہ رُخ بیٹھا جائے کہ
دس بار ''لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ——الخ'' پڑھا جاسکےاوراسی طرح
بعدنمازمغرب بھی کیونکہ اس کے بارے میں احادیث وارد ہیں، جنہیں امام احمدو
ترمذی نے روایت کیا ہے۔یہ عبارت اس بات پردلالت کرتی ہے کہ دس باران کلمات
کوفرض وسنن کے مابین پڑھنے کی مقدار جتنی تاخیرحد کراہت میں داخل نہیں،اوراس
میں تو شک نہیں کہ فرائض کے بعد دعامانگنے کامعروف وقت اُس سے بھی کم ہوتا ہے
لہٰذااس پربالکل کراہت کاحکم نہیں کیاجائے گا۔بعدازاں صاحب ''المتانۃ'' فرماتے
ہیں۔

''یہ قول کہ ان کلمات کوسنتوں کے بعدپڑھاجائے ظاہرحدیث کے خلاف
ہونے کی وجہ سے صحیح نہیں،اورلکھتے ہیں کہ شیخ قاسم حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رسالہ
''التسویۃ بین الاشتغال بالدعوات بعدالمکتوبۃ قبل السنن وبعدھا''

میں اس مسئلہ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان (وظائف) کے پڑھنے میں اتنی دیر
نہ کی جائے کہ وقت کی تنگی کی باعث سنتوں میں تاخیر ہوجائے اور نہ ہی گفتگواوردیگر
امور میں مشغول ہواجائے۔متانۃ کی عبارت ختم ہوئی۔''

یہ عبارت بھی فرائض کے بعدسنتوں سے قبل دعامانگنے کی عدم کراہت پر
دلالت کرتی ہے، بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سنتوں کے بعداورپہلے دعامانگنابرابر
ہے۔اورپھرحضورصلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے کہ آپ سنتیں اپنے حجرہ
مبارک میں ادافرماتے تھے،اوربلاشبہ وہ تاخیر جومتعارف دعابعدالمکتوبۃ سے صادر
ہوتی ہےاس تاخیر سے بہت کم ہے جومسجد سے نکل کرگھر تک جانے میں واقع ہوگی۔
لہٰذادعا کے لیے اس قدرتاخیرپرکراہت کاحکم لگانااس کوموجب کراہت کہنا درست
نہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی عربی شرح مشکوٰۃ میں
''باب الذکربعدالصلوٰۃ'' کے شروع میں فرماتے ہیں۔

''یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ سنتیں فرائض کے فوراًبعدادا کرنا،ان اوراد و
وظائف ،اذکاراوردعاؤں کے منافی نہیں جن کافرائض کے بعدپڑھنااحادیث میں
وارد ہے،شیخ ابن الھمام نے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔اس طرح وہ دعائیں جن کا
تذکرہ صحیح احادیث میں ہے ان کافرائض کے بعدپڑھناسنتوں کی ادائیگی کے لیے
جلدی کرنے اورمتصلاً استحباب قیام کے خلاف نہیں،جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ
''ان یقول دبرالفجر والمغرب ——الخ'' فجراورمغرب کی نمازوں کے بعد
لاالہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ ——الخ'' دس بارکہے،یونہی اس کے ساتھ
مغرب کی دورکعتوں میں جلدی کرنے کابیان بھی ہے اورآیۃ الکرسی سنتوں سے پہلے

پڑھنے کے بارے میں بھی ایسا ہی وارد ہے۔

شیخ اپنی فارسی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

''باید دانست کہ تعجیل سنت منافی نیست مرخواندان آیۃ الکرسی وامثال آنرا چنانکہ درحدیث صحیح وارد شدہ است کہ بعد از نماز فجر ومغرب دہ بار''لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہ ------ الخ خواند۔

جاننا چاہیے کہ (فرض کے بعد) آیۃ الکرسی اور دیگر اذکار کا پڑھنا تعجیل سنت کے منافی نہیں، جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ فجر اور مغرب کے بعد دس بار''لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد، وھو علیٰ کل شئی قدیر ---- پڑھیئے۔

پس اگر ایک بار آیۃ الکرسی اور دس باران کلمات کے پڑھنے کی مقدار حد کراہت میں داخل نہیں ہوتی، تو معروف ومتعارف دعا اس سے بہت کم مقدار میں ہونے کی وجہ سے بدرجہ اولیٰ اس میں داخل نہیں۔

پس یہ تمام عبارات اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ''لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہ ------ الی آخرہ۔ دس بار اور آیۃ الکرسی ایک بار پڑھنے کی مقدار پر اس تاخیر کا اطلاق نہیں ہوتا جو مکروہ ہے، اس کے برعکس تینتیس تینتیس بار پڑھی جانے والی تسبیحات حد تاخیر مکروہ میں داخل ہیں، جیسا کہ ابھی بحوالہ''فتح القدیر'' ذکر کیا گیا ہے۔

عارف باللہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے فارسی رسالہ میں فرماتے ہیں: پانچ وقتہ نمازوں میں (ہر نماز کے بعد) دس بار پڑھے:

'' اَللّٰھُمَّ اِنَّانَسْتَعِیْنُ بِکَ عَلٰی طَاعَتِکَ۔

اس کے علاوہ ہر نماز کے بعد پڑھے:

''اَللّٰھُمَّ لَاتَجْعَلْنَابِثَنَاءِ النَّاسِ مِنَ الْمَغْرُوْرِیْنَ وَلَابِنِعْمَتِکَ مِنَ الْمُسْتَدْرِجِیْنَ وَلَا مِنَ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الدُّنْیَابِالدِّیْنِ. اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِیْ مِنْ بَابِ الْاَغْنِیَاءِ وَعَنْ بَابِ الْاُمَرَاءِ وَعَنْ بَابِ الْاَطِبَّاءِ. یَامَنْ اِذَادُعِیَ اَجَابَ وَاِذَاسُئِلَ اَعْطٰی۔''

اے اللہ! ہمیں لوگوں کی تعریف کے سبب مغرور نہ بنا دینا اور نہ ہی اپنی نعمت کا ناشکرا بنانا۔ اور نہ ہی ان لوگوں میں سے کرنا جو دین کے بدلے دنیا کا مال کھاتے ہیں۔ اے اللہ مجھے دولت مندوں کی چوکھٹ، حکمرانوں کی خوشامد اور رئیسوں کے دروازے سے مستغنی کر دے۔ اے وہ کہ جب اس سے دعا کی جائے تو وہ قبول کرے اور جب اس سے مانگا جائے وہ عطا کر دے۔

اور جب ظہر کے فرض پڑھ لے تو ایک بار کہے:

''لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُیُحْیِ وَیُمِیْتُ وَھُوَحَیٌّ لَایَمُوْتُ اَبَدًااَبَدًا. ذُوْالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بِیَدِہِ الْخَیْرِ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَئٍ قَدِیْرٌ۔'' اس کے بعد پڑھے''لا الٰہ الا اللّٰہ ولا نعبد الا ایاہٗ لہ النعمۃ ولہ الفضل۔'' سے''ولو کرہ الکافرون۔'' تک۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے، تمام نعمتیں اور عنایات اسی کی طرف سے ہیں، اگرچہ کافروں کے لیے ناگوار ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے بعد ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا مانگے:

''اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ ذُنُوْبَنَایَاغَفَّارَالذُّنُوْبِ وَتَعْلَمُ عُیُوْبَنَا فَاسْتُرْھَایَاسَتَّارَالْعُیُوْبِ وَتَعْلَمُ حَوَآئِجَنَافَاقْضِھَایَاقَاضِیَ الْحَاجَاتِ وَتَعْلَمُ

مُهِمَّاتَنَافَاكْفِهَايَاكَافِيَ الْمُهِمَّاتِ تَعْلَمُ بَلِيَّاتَنَافَادْفَعْهَا يَادَافِعَ الْبَلِيَّاتِ فِي الدَّارَيْنِ۔

اے اللہ! بے شک تو ہمارے گناہوں سے واقف ہے، اے گناہوں کے بخشنے والے! تو ہمارے عیبوں سے باخبر ہے، انہیں ڈھانپ دے، اے عیبوں کو چھپانے والے، اور تو ہماری حاجات کو جانتا ہے، انہیں پورا فرما، اے حاجات کو پورا کرنے والے، اور تو ہمارے مقاصد کو جانتا ہے، ان کی کفالت فرما، اے مقاصد کی تکمیل فرمانے والے، اور تو ہماری مصیبتوں سے واقف ہے، انہیں دور فرما، اے دونوں جہاں میں مصیبتیں دور کرنے والے، اس کے بعد یہ دعا پڑھے:

''رَبَّنَاتَوَفَّنَامُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَابِالصَّالِحِيْنَ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَعُمْرِيْ آخِرَهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَوَاتِيْمُ عَمَلِيْ رِضْوَانَكَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ اَيَّامِيْ يَوْمَ الْقَاكَ، اَعِنَّاعَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى الْوَهَّابُ۔''

اے ہمارے رب! ہمیں بحالت اسلام موت دے اور صالحین کی قربت عطا فرما، اور ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء ومرسلین پر درود بھیج۔ اے اللہ میرا آخری وقت اچھا فرما، اے اللہ میرے اعمال کا نتیجہ تیری رضا ہو۔ اے اللہ اپنی ملاقات کے دن کو میرے دنوں میں سب سے بہتر دن بنادے۔ اپنے ذکر، شکر اور احسن بندگی کے لیے ہماری مدد فرما، پاک ہے میرا اعلیٰ اور عطا کرنے والا رب

اس کے بعد ظہر کی دو سنتیں ادا کرے۔

اور جب عشاء کے فرائض سے فارغ ہو تو سلام پھیرنے کے بعد کہے:

''لا الٰہ اللہ وحدہٗ لاشریک آخر تک جیسا کہ پہلے لکھا گیا، پھر پڑھے لا الہ الا اللہ و لانعبد الا ایاہ لہ النعمۃ والفضل ——— سے ——— ولو کرہ الکافرون تک، کے بعد ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا مانگے:

''اَللّٰهُمَّ يَادَائِمَ الْفَضْلِ عَلَى الْبَرِيَّةِ وَيَابَاسِطَ الْيَدَيْنِ بِالْعَطِيَّةِ وَيَاصَاحِبَ الْمَوَاهِبِ السَّنِيَّةِ وَيَادَافِعَ الْبَلَاءِ وَالْبَلِيَّةِ ،رَبِّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَامُحَمَّدٍخَيْرَالْوَرٰى سَجِيَّةً'' وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهِ الْبَرَرَةِ النَّقِيَّةِ وَاغْفِرْلَنَاوَارْحَمْنَايَاذَاالْعُلٰى فِيْ هٰذِهِ الْعِشَاءِ وَالْعَشِيَّةِ۔

اے اللہ! اے مخلوق پر ہمیشہ کرم فرمانے والے اور اے کھلے ہاتھوں عطا کرنے والے، اور اے گرانقدر نعمتوں والے! اے مصیبتوں اور پریشانیوں کو دور کرنے والے! اے میرے رب! محمد مصطفیٰ، ہمارے سردار، بہترین خلق اور صاحب اوصاف حمیدہ پر درود بھیج اور ان کے آل واصحاب پر جو نیک اور اہل تقویٰ ہیں۔ اور ہماری بخشش فرما اور اے رفعتوں والے اس نماز اور رات میں ہم پر رحم فرما، اس کے بعد یہ دعا پڑھے: ''توفنا مسلمین تا الاعلیٰ الوھاب، جو کہ پہلے گزر چکی ہے۔

بعد ازاں عشاء کی دو سنتیں ادا کرے، انتہی۔

شیخ نے اس (عبارت) میں ان دعاؤں کے باعث تاخیر سنت کی تصریح فرمائی ہے، بلاشبہ آج کل مانگی جانے والی متعارف دعا بلحاظ مقدار ان دعاؤں سے کہیں کم ہے، لہذا یہ مکروہ نہیں بلکہ مستحب ومطلوب ہے۔

اس رسالہ بہائیہ کی شرح المسمی بکنز العباد میں نماز ظہر کا ذکر کرتے ہوئے فتاویٰ الخارزیۃ المعروف بالیتیمہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''انہ سئل البقالی عمن یصلی الفرض ھل الاولی فی حقہ ان

يشتغل بـالدعاء ثم بالسنة ثم بالدعاء فقالهٔ الاولی ان يشتغل بالدعاء ثم بـالسنة قـالهٔ وروی عن النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم انه کان یقول دبر کل صلاة لا اله الا اللّٰه وحدهٔ لاشریک له.. الی آخره۔"

علامہ بقالی سے اس کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا نمازی کے لیے فرض کے بعد دعا مانگنا پھر سنتیں ادا کرنا اور پھر دعا مانگنا بہتر ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا۔

بہتر یہ ہے کہ (فرض کے بعد) دعا میں مشغول ہو پھر سنتیں ادا کرے، اور یہ روایت بیان کی، نبی علیہ السلام ہر نماز کے بعد لا الٰه الا اللّٰه وحدهٔ لاشریک لهٔ آخر تک پڑھتے تھے۔ یہ سب کچھ فتاویٰ بلخی میں مذکور ہے۔

نماز مغرب کے بارے اس میں "نصاب الفقه" سے منقول ہے۔ "انهٔ اذا فرغ الامام من صلاة الفریضة یستحب له ان یشتغل بالدعاء قلیلا ثم یصلی رکعتی السنة کذا قال فقیه ابو اللیث۔

امام جب نماز مغرب کے فرائض ادا کرلے تو اس کے لیے مختصر دعا مانگنا مستحب ہے، پھر وہ دو سنتیں ادا کرے۔ فقیہ ابو اللیث نے ایسا ہی کہا ہے۔

اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ فرائض وسنت کے مابین دعا مانگنا مکروہ نہیں بلکہ مستحب ہے بشرطیکہ مختصر ہو، اور وہ جو بعض کتب میں اس دعا کی کراہت آئی ہے تو وہ اس صورت میں ہے جبکہ یہ (دعا) طویل ہو۔ جیسا کہ اس سے پہلے فتاویٰ الحجہ تاتارخانیہ اور دیگر کتب کے حوالے سے وضاحت ہو چکی ہے۔ نیز مختصر اور طویل دعا کے درمیان فرق بہت ساری معتبر کتب کے حوالے سے اسی فصل میں بیان ہوا ہے، اگر آپ چاہیں تو اسے ملاحظہ فرمائیں۔

اختتامیہ

اگر کہا جائے کہ مسلم شریف کی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی حدیث میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سلام کے بعد اتنی دیر بیٹھتے تھے کہ "اللھم انت السلام" آخر تک پڑھ لیا جائے۔ اس کا کیا جواب ہے ؟ میں کہتا ہوں ہم اس کے چار جواب عرض کرتے ہیں:۔

پہلا جواب

اس حدیث کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس کا مدار تین اشخاص پر ہے۔ ان میں سے پہلا ابو خالد الاحمر ہے، جس کا نام سلیمان بن حیان (حاء مفتوح اور یا مشدد) الازدی الکوفی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ "تہذیب التہذیب" میں لکھتے ہیں کہ ابوبکر البز ار نے "کتاب السنن" میں کہا ہے۔

"اتفق اهل العلم بالنقل علی ان اباخالدلم یکن حافظا وانه قد روی احادیث عن الاعمش وغیره لم یتابع علیها۔"

اہل علم کا اس پر اتفاق منقول ہے کہ ابو خالد حافظ نہ تھا اور جو احادیث وہ اعمش وغیرہ سے روایت کرتا ہے، ان کی متابعت نہیں کی گئی۔

☆ ابن معین فرماتے ہیں: ابو خالد "صدوق" ہے مگر حجت نہیں۔

☆ ابن ہشام الرفاعی فرماتے ہیں: بنیادی طور پر وہ "صدوق" ہے لیکن اپنے حافظے کی خرابی کے باعث خلط وخطا کرتا ہے۔

دوسرا شخص ابو معاویہ الضریر ہے، جس کا نام محمد بن خازم التمیمی الکوفی ہے۔

☆ حافظ ابن حجر ''تہذیب التہذیب'' میں لکھتے ہیں: ''عبداللہ بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں، میں نے اپنے والد سے سنا وہ کہتے ہیں ابو معاویہ الضریر، اعمش سے روایت کردہ حدیث کے علاوہ مضطرب ہے، دوسری روایات کو اچھی طرح حفظ نہیں کرتا تھا۔

☆ ابن معین فرماتے ہیں: ابو معاویہ مرجیہ (فرقہ) میں سے تھا۔

☆ مرۃ کہتے ہیں: وہ کوفہ میں فرقہ مرجیہ کا سردار تھا۔

☆ ابن خراش کہتے ہیں: وہ اعمش کی روایت میں ثقہ ہے، لیکن ان کے علاوہ اس کی روایت میں اضطراب ہے۔

☆ ابوزرعۃ فرماتے ہیں: ابو معاویہ مرجیہ عقیدہ کا حامل تھا، تو ان سے پوچھا گیا، کیا وہ اس (عقیدہ) کی دعوت بھی دیتا ہے، تو ابوزرعۃ نے کہا، ہاں۔

☆ (مصنف فرماتے ہیں) یہ تو واضح ہے کہ اس حدیث کو ابو معاویہ نے اعمش سے نہیں بلکہ عاصم احول سے روایت کیا، پس یہ روایت مضطرب ہوگی۔

تیسرا شخص عاصم بن سلیمان الاحول ابوعبدالرحمٰن البصری ہے۔ حافظ ابن حجر ''تہذیب التہذیب'' میں لکھتے ہیں:

☆ علی بن المدینی نے یحییٰ بن سعید القطان کا قول بیان کیا ہے کہ: عاصم الاحول حافظ نہ تھا۔

☆ ابن ادریس کہتے ہیں: میں اس کی روایت سے کچھ نہیں جانتا اور وہیب نے بھی اسے ترک کیا کیونکہ بعض ائمہ نے اس کے نیک سیرت ہونے سے انکار کیا ہے۔

دوسرا جواب

یہ کہ حدیث کے الفاظ ہیں ''انه لم یقعد'' آپ نہ بیٹھتے تھے، نہ کہ ''انه لم یقرء'' آپ نے پڑھتے تھے، لہذا جائز ہوا کہ اس قدر بیٹھ لیا جائے اور دیگر اذکار کھڑے ہو کر پڑھے جائیں۔ جیسا کہ بعض علماء نے شمس الائمہ حلوائی سے اسے نقل کیا ہے، اور یہ پیچھے گزر چکا ہے۔

تیسرا جواب

یہ حدیث فرائض کے بعد ذکرودعا کے بارے میں وارد ان تمام احادیث کے خلاف ہے، جن کا ذکر پہلے باب کی فصل اوّل میں ہوا ہے۔ لہذا ترجیح ان اکثر احادیث کو دی جائے گی۔ جنہیں صحیحین میں روایت کیا گیا ہے۔ اور صحیحین کی روایات صرف صحیح مسلم کی روایت سے بہتر ہیں۔

چوتھا جواب

''اللھم انت السلام......الخ'' کی مقدار سے مراد مطلقاً اتنا وقت نہیں بلکہ اندازاً اتنی دیر بیٹھنا ہے۔ اور ''لا الٰہ الا اللہ لاشریک له الی آخرہ، اللھم لامانع لما اعطیت الخ آیة الکرسی'' اور ایسے دیگر اذکار پڑھنے میں جو تاخیر واقعہ ہوتی ہے، اس میں کراہت نہیں جیسا کہ ''فتح القدیر'' شرح المنیة الکبیر اور شرح مشکوٰۃ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی) کے حوالے سے پہلے بیان ہوا ہے۔

اگر کہا جائے کہ کتب فقہ میں ایسی عبارات ہیں، جو فرض وسنت کے مابین دعا کے مکروہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے ایک ''جواہر الفتاویٰ'' میں ہے کہ:

''قاضی امام علاء الدین سے نماز کے بعد دعا کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا: ''مختار یہ ہے کہ سنتوں کو فرائض کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے۔''

ایک عبارت ان میں سے ''خلاصۃ الفتاویٰ'' اورالاشباہ میں ہے کہ ''ان الاشتغال بالسنۃ اولی من الاشتغال بالدعاء''

سنتوں میں مشغول ہونا دعا مانگنے سے بہتر ہے۔

''شرح المنیۃ'' میں یوں ہے کہ اگر فرائض کے بعد سنتیں ہوں تو ''اللھم انت السلام.....الخ '' پڑھنے کی مقدار سے زیادہ وقفہ نہ کرے، اور فرائض کے بعد سنتوں کی ادائیگی میں اس مقدار سے زیادہ تاخیر مکروہ ہے۔ انتہی

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے مختار قول یہی ہے کہ فرائض کے بعد سنتوں میں مشغول ہوا جائے اور سنتوں سے پہلے دعا اور تسبیح میں لگ جانا مکروہ ہے۔

مصنف فرماتے ہیں: ان عبارات کا جواب پانچ طرح سے دیا جاتا ہے۔

اول: پہلی دونوں عبارتیں کراہت پر دلالت نہیں کرتی ہیں۔ ان سے تو صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ سنتوں کا فرائض سے متصل ہونا اولی ہے، اور اس امر میں اختلاف ہے۔ اسی لیے ''فتح القدیر'' میں کہا گیا کہ اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا فرائض وسنت کا متصل ادا کرنا اولیٰ ہے یا نہیں——؟ انتہی۔

بلاشبہ ہم احادیث وروایات فقہیہ میں سے دلائل پیش کر چکے ہیں جن سے فرض وسنن کے مابین دعا کا مسنون یا مستحب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ان کثیر روایات کی روشنی میں دعا کے فرض وسنن کے مابین ہونے کی سنیت یا استحباب کا قول لائق ترجیح قرار پاتا ہے۔

دوم: اس سے پہلے ہم ''فتاویٰ الحجۃ'' اور ''تاتارخانیہ'' سے بیان کر چکے ہیں کہ امام کا طویل دعاؤں میں مشغول ہونا مکروہ ہے، علاوہ ازیں ''نصاب الفقہ''،

''عمدۃ الابرار'' اور ''کنز العباد'' وغیرہ کے حوالے سے بھی بیان ہو چکا کہ —— امام کے لیے مستحب ہے کہ وہ فرض کے بعد مختصر دعا مانگے اور پھر سنتیں ادا کرے۔ لہٰذا یہ جمع بین الروایتین ہے جو ایسا مقبول ومعمول امر ہے جس سے گریز مناسب نہیں۔

سوم: شرح منیۃ میں جو ''اللھم انت السلام.....الخ '' جتنی قلت مقدار کا ذکر کیا گیا ہے تو اس حوالے سے شارح منیۃ نے اپنی ''شرح کبیر'' میں بذات خود یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ''ان ھذا التقدیر لیس علی التحقیق بل علی التقریب'' یعنی یہ مقدار بلحاظ تحقیق نہیں بلکہ بطور اندازہ ہے۔

اور اس مسئلہ کی تفصیل اس سے پہلے ''شرح کبیر''، فتح القدیر اور شرح مشکوٰۃ کے حوالے سے گزر چکی ہے، اسے ملاحظہ فرمائیں۔

یہ سب کچھ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ متعارف ورائج دعا (بعد فرائض) سے جو تاخیر واقع ہوتی ہے، ہرگز مکروہ نہیں، مکروہ تو یہ ہے کہ تینتیس بار والے اوراد یا اس سے زائد وظائف کی مقدار میں پڑھا جائے۔

چھارم: صاحب ''العقائد السنیۃ'' نے ''فتح الباری'' اور امام قسطلانی کے حوالے سے جو کچھ نقل کیا ہے، ہمیں وہ الفاظ اور اسکے ایسے معانی کوشش بسیار اور تلاش تام کے باوجود مخصوص ومعلوم مقامات یعنی کتاب الصلوٰۃ اور کتاب الدعوات میں نہیں ملے۔

اس حوالے کی صحت کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ایسے منقول (حوالے) پر جو اصل مأخذ میں نہ پایا جائے اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

پنجم: کیونکہ یہ بات احادیث اور فقہ کی کثیر عبارات سے ثابت ہو چکی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سنتیں اور وتر حجرہ مبارکہ میں ادا فرماتے تھے اور یہ کہ آپ

ہر نماز کے بعد دعا بھی فرماتے تھے۔اب کوئی شخص اس میں شک نہیں کرے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا فرائض وسنن کے درمیان ہوتی تھی۔

اس سے یہ فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ مذکورہ دعا کی کراہت کا قول فاسد اور بے اصل ہے، الا یہ

کہ آنحضرت صلی اللہ علی وسلم کے فعل مبارک کو مختصر دعا پر محمول کیا جائے اور کراہت دعا کے حکم کو طویل دعا پر، جیسا کہ ابھی ابھی ہم نے وضاحت کی ہے۔

نتیجہ وثمرہ

اس رسالے کا خلاصہ یہ ہے کہ سنتوں کا فرائض سے اتصال مکروہ ہے جیسا کہ پہلے ذکر کردہ حدیث ابی رِمْثَہ اس پر دلالت کرتی ہے اور ''فتح القدیر'' میں امام ابن الہمام نے اس کا یہ فائدہ بیان کیا ہے۔

رہا معاملہ فرائض وسنن میں وقفے کا تو امام شمس الائمہ حلوائی کے ارشاد کے مطابق فرض وسنت کے درمیان دعا وذکر میں مشغول ہو کر بیٹھنے میں اصلاً کوئی کراہت نہیں خواہ مختصر ہو یا طویل، اور یہ ہر ایک نمازی کے لیے برابر ہے خواہ امام ہو، یا مقتدی یا اکیلے نماز پڑھنے والا۔

شمس الائمہ حلوائی کے علاوہ دیگر حضرات کے فرمان کے مطابق بیٹھنے اور دعا وذکر میں مقتدی اور منفرد کے لیے بالکل کراہت نہیں البتہ امام اگر مختصر دعا وذکر کے لیے توقف کرے تو اس میں بھی کراہت نہیں بلکہ یہ یکسر دعا کو چھوڑ دینے سے افضل ہے۔قلیل وکثیر (وقفے) کا فرق ہم تفصیلاً واضح کر چکے ہیں، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بلاشبہہ متعارف دعا پر اسی قلیل مقدار کا اطلاق ہوتا ہے اور اس قدر توقف میں قطعاً کوئی کراہت نہیں۔البتہ اگر یہ دعا تینتیس بار پڑھی جانے والی تسبیحات اور

اذکار کے برابر یا ان سے زائد مقدار تک ہو تو مکروہ ہے یعنی مکروہ تنزیہی بمعنی خلاف اولیٰ، جیسا کہ ہم تفصیلاً اسے بیان کر چکے ہیں۔

والحمدللہ سبحانہ وتعالیٰ علی التمام، وافضل الصلاۃ والسلام علی نبینا محمد سید الانام وعلی آلہ وصحبہ البررۃ الکرام، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

۲۰_۹_۱۹۹۸

۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ

تمت بالخیر

ضمیمہ

(مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ....۱۴۱۳ھ)

فرائض کے بعد دعا کو ترک نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ مسلمانوں کا شعار اور معمول بہ ہونے کے ساتھ ساتھ ائمہ اربعہ کا ارشاد بھی ہے۔ یہاں مفید رہے گا اگر ہم ائمہ اربعہ کے اقوال تحریر کردیں جو باہم ملتے جلتے اور ایک دوسرے کی تائید وتقویت کا باعث ہیں۔

احناف کہتے ہیں:۔ فرائض وسنت کے مابین ''اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذالجلال والاکرام'' کی مقدار سے زیادہ توقف مکروہ تنزیہی ہے۔ البتہ وہ اذکار جو احادیث میں وارد ہیں (ان کا پڑھنا) اس کے منافی نہیں، کیونکہ سنن فرائض سے منسلک ہیں، ان میں اجنبیت نہیں۔ (عبدالرحمٰن الجزیری: کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ۱/۳۳۰)

اقوال احناف کے مطابق فرائض وسنن کے درمیان عدم فصل کا اہتمام اس لیے ہے کہ جدائی اجنبی سے ہوتی ہے، البتہ دعائیں اور اذکار اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ جیسا کہ متون وشروح میں اس کی صراحت موجود ہے، اور مخدوم ٹھٹھوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ کافی ہے۔ لیکن میں حضرت مخدوم کے ارشادات میں اتنا اضافہ کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ دعا کے اول وآخر نبی علیہ السلام پر درود پڑھنا سنت ہے۔

کیونکہ میں نے بعض کتاب وسنت اور فقہ کے علم وفہم سے محروم لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ دعا میں صرف ''اللھم انت السلام......الخ'' ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔

اُن کے خیال وگمان میں حکم بس انہیں کلمات کا ہے دعا کے اول وآخر درود بھیجنے کے بارے میں وارد مشہور ومعروف احادیث سے چشم پوشی کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث سنن ابی داؤد، اور نسائی میں فضالۃ ابن عبید سے مروی ہے:

''قال: سمع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رجلا یدعو فی صلاتہ لم یمجد اللّٰہ تعالیٰ، وسلم یصل علی النبی فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم عجل ھذا ثم دعاہ فقال لہ اولغیرہ: اذا صل احدکم فلیبدءُ بتمجید ربہ سبحانہ والثناء علیہ، ثم یصلی علی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم یدعو بعد بماشاء. قال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح۔

حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو نماز کے بعد دعا مانگتے سنا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء نہ کی اور نہ ہی نبی علیہ السلام پر درود بھیجا، تو آپ نے فرمایا: اس نے جلدی کی، بعد ازاں اس نے ثناء ودرود کے ساتھ دعا مانگی تو آپ نے فرمایا: اور بھی کچھ مانگ۔ (فرمایا)

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ لے تو (دعا کا) آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا سے کرے پھر نبی کریم پر درود بھیجے پھر اس کے بعد جو چاہے مانگے۔ ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ (امام یحییٰ بن شرف النووی شافعی (۶۳۱ھ—۶۸۶ھ) فرماتے ہیں۔

دعا کے اول وآخر حمد وثنا اور درود پاک کے مستحب ہونے پر علماء کا اجماع ہے۔ اس سلسلے میں کثیر ارشادات واقوال وارد ہیں۔

مالکیہ: کہتے ہیں، فرائض کے بعد پڑھی جانے والی سنتوں میں فضیلت یہ ہے کہ فرض نماز کے بعد والے اذکار پڑھ کر پھر ادا کی جائیں۔ (کتاب الفقہ علی

المذاہب الاربعہ/۱/۳۳۰)

شوافع: شوافع کے نزدیک فرائض وسنت کے مابین مسنون اذکار کے لیے وقفہ کرنا سنت ہے۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ/۱/۳۳۰)

حنابلہ: کہتے ہیں، فرض نماز کے بعد سنتوں کی ادائیگی سے پہلے مسنونِ اذکار پڑھے (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ/۱/۳۳۰)

یہ ائمہ اور محدثین کے ارشادات میں سے میری معلومات کا خلاصہ ہے۔

واللہ الموفق

ماخذومراجع

(۱) اشعۃ اللمعات: ۴/۷۵۷

(۲) صحیح البخاری: ۲/۱۰۸۳

(۳) صحیح مسلم: ۱/۲۱۸

(۴) صحیح مسلم: ۱/۲۱۸

(۵) صحیح البخاری: ۱/۱۱۶

(۶) اشعۃ اللمعات: ۱/۴۲۲

(۷) صحیح البخاری: ۱/۳۹۶

(۸) سنن ابوداؤد: ۱/۲۱۳ طبع

(۹) مسند امام احمد: ۴/۲۲۸

(۱۰) مسند امام احمد: ۵/۳۴۳

(۱۱) جامع الترمذی: ۵۰۳

(۱۲) عمل الیوم واللیلۃ: ۴۹ طبع حیدرآباد دکن

(۱۳) عمل الیوم واللیلۃ: ۴۰ طبع حیدرآباد دکن

(۱۴) عمل الیوم واللیلۃ: ص ۵۱ طبع کراچی

(۱۵) مشکوٰۃ المصابیح (ص: ۷۷)

(۱۶) مشکوٰۃ المصابیح (ص: ۸۹)

(۱۷) صلاۃ المسعودی: ۱/۸۵

(۱۸) حصن حصین: ۹۷/ طبع نولکشور لکھنؤ

(۱۹) سنن ابی داؤد: ۱/۲۰۹

(۲۰) جامع الترمذی: ۴۸۸

(۲۱) سنن ابی داؤد: ۱/۲۰۹

(۲۲) سنن ابی داؤد: ۱/۲۰۹

(۲۳) جامع الترمذی: ۴۸۸ طبع نور محمد کراچی

(۲۴) ابن ماجہ: ۲۷۵ طبع نور محمد کراچی

(۲۵) صحیح مسلم: ۱/۲۵۲

(۲۶) جامع الترمذی: ۱/۵۹۱

(۲۷) صحیح مسلم: ۱/۲۶۶

(۲۸) منیۃ المصلی: ص۔۱۴۹

﴿مسنون دعائیں﴾

ترتیب وترجمہ: علامہ محمد شہزاد مجددی

(نماز سے متعلق چند مسنون دعائیں جن کے پڑھنے سے نمازی کے خشوع ورذوق وشوق میں اضافہ ہوتا ہے۔)

❶ ''اقامت کی دعا''

عن ابی امامة: ان بلالاً رضی اللّٰه عنهُ قال: قدقامت الصلٰوة، فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اقامها اللّٰه و أدامها۔

(سنن ابی داوٗد: الصلاۃ، رقم: ۵۲۸)

حضرت ابوامامۃ سے مروی ہے کہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ جب قــد قامت الصلٰوۃ کہتے تو رسول اللہ ﷺ فرماتے: ''اَقَامَهَا اللّٰهُ و أدَامَهَا۔''

❷ ''قومہ کی دعا''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اقامت کہی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام کے ساتھ نماز میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں ایک شخص تیزی کے ساتھ ہانپتا ہوا آیا اور پھولی ہوئی سانس کے ساتھ صف کے آخر میں شامل ہو گیا، اور اس نے پڑھا:

''اَلْحَمْدُلِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ۔''

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی تو پوچھا، یہ کلمات پڑھنے والا کون ہے؟

یقیناً اس نے کوئی بُری بات نہیں کہی۔ تو اس شخص نے کہا، یارسول اللہ! وہ میں ہوں۔ میں ہی تیز تیز چلتا ہوا آیا اور ہانپتے ہوئے یہ الفاظ کہتے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا کہ وہ اس کا ثواب لکھنے میں ایک دوسرے

پر سبقت کی کوشش کر رہے ہیں۔(۱)

(ابوداوٗد عن رفاعہ بن رافع، الصلاۃ، رقم: ۶۵۴، بخاری، الاذان، مسند الامام احمد: ۳/۱۰۶، ۱۸۸)

❸ ''نماز میں داخل ہونے کی دعا''

حضرت نافع اپنے والد حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز میں داخل ہوئے اور پڑھا:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا (تین بار) اَلْحَمْدُلِلّٰهِ كَثِيْرًا (تین بار)، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ نَفْخِهِ وَنَفْثِهِ وَهَمْزِهِ۔

عمرو بن مُرّۃ کہتے ہیں:

نفخ سے مراد تکبر، نفث سے مراد لغو شاعری، اور ہمز سے مراد دیوانگی ہے۔[۲]

(مسند احمد: رقم: ۱۶۱۳۹) (سنن ابی داوٗد، رقم: ۷۶٤، ابن ماجہ، رقم: ۸۰۷)

❹ ''رکوع کی دعا''

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حالت رکوع میں یہ پڑھتے تھے:

---

(۱) صحیح بخاری، سنن ابی داوٗد، ترمذی اور مسند احمد وغیرہ احادیث کی کتب میں بضعة وثلاثين مَلَكاً'' کے الفاظ ہیں، یعنی تیس اور کچھ فرشتے دیکھے جو ثواب لکھنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جا رہے تھے۔ اور یہ بھی کہ صحابی کو چھینک آئی اور انہوں نے یہ الفاظ کہے——مجددی

سنن ابی داوٗد (کتاب الصلاۃ: رقم: ۶۵۴) میں حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ ﷺ نے رکوع سے سرانور اُٹھایا اور سمع اللّٰه لمن حمده کہا، اس وقت مقتدی صحابی نے جواب میں یہ الفاظ کہے——واللّٰه تعالٰی اعلم۔

(۲) مسند احمد: میں ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پوچھا: ''ہمز، نفخ اور نفث کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''نفخ سے مراد تکبر، نفث سے مراد بیہودہ شاعری اور ہمز سے مراد دیوانگی کی کیفیت ہے۔''

(مسند احمد: اول مسند المدنیین رقم: ۱۶۱۳۹، ۱۶۱۵۹)

سُبْحَانَ ذِیْ الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْعَظْمَةِ۔

(سنن نسائی:۲/۱۹۱)(مسند احمد:۶/۲۴،ابوداؤد،رقم:۸۷۳)

⑤ "رکوع سے سراٹھانے کے بعد(قومہ)کی دعا"

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:انہوں نے نبی علیہ السلام سے روایت کیا:کہ آپ ﷺ جب رکوع سے سراٹھاتے تھے تو پڑھتے:

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ،رَبَّنَاوَلَکَ الْحَمْدُ، مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ۔

(جامع الترمذی:الصلاۃ رقم:۲۴۶،سنن الدارمی:۱/۳۰۱)

نوٹ:۔احناف کے نزدیک یہ اضافی دعائیں نفلی اورانفرادی نمازوں میں پڑھنی چاہئیں۔مجددی

⑥ "سجدے کی دعا"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،انہوں نے فرمایا:
تمہارے نبی ﷺ جب سجدہ میں ہوتے تو،پڑھتے:

سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ○

(کتاب الدعاء للطبرانی:رقم:۵۹۳)

⑦ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے،آپ فرماتی ہیں:
رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع وسجود میں کثرت سے کہا کرتے تھے:

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَاوَبِحَمْدِکَ اَغْفِرْلِیْ۔

(بخاری:۱/۱۹۹،نسائی:۲/۲۱۹)

⑧ "دوسجدوں کے درمیان(جلسے)کی مسنون دعا"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،انہوں نے فرمایا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسجدوں کے درمیان کہا کرتے تھے:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ۔

(ترمذی،رقم:۲۸۴،ابوداؤد،رقم:۸۵۰)

ایک روایت میں صرف،"رَبِّ اغْفِرْلِیْ" کے الفاظ بھی ملتے ہیں۔

⑨ "قعدہ اخیرہ کی مسنون دعا"

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تشہد کے بعد چار چیزوں سے پناہ مانگتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ
فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَاوَالْمَمَاتِ۔(صحیح مسلم،رقم:۸۵۵)

⑩ "نمازوترکی مسنون دعا"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:بے شک نبی اکرم ﷺ اپ
وتروں کے آخر میں یہ دعا مانگتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِرَضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمُعَافَاتِکَ
مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْکَ لَااُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ
اَنْتَ کَمَااَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ○

(نسائی،۳/۲۴۸)ابن ماجہ،رقم:۱۱۷۹،ترمذی،رقم:۳۵۶۶،ابوداؤد،رقم:۱۴۲۷)

(۱۱)"ہرنمازکے بعد"

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:انہوں نے کہا:
"رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:"ہرنماز کے بعد معوذات یعنی سورۃ الفلق
اورسورۃ الناس پڑھا کرو۔"

(سنن ابی داؤد،الصلاۃ،رقم:۱۵۲۱)(الدعوات الکبیر:۱/۸۱،رقم:۱۰۵)

(۱۲)''وتر کے بعد کی مسنون دعا''

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ وتر کی تین رکعتیں ادا فرماتے تھے، آپ پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ، دوسری میں الکفرون اور تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد تلاوت فرماتے تھے اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے اور جب وتر سے فارغ ہوتے تو فراغت کے فوراً بعد تین بار پڑھتے:

سُبحَانَ المَلِکِ القُدُّوسِ، آخری بار کھینچ کر لمبا کرتے تھے۔

(سنن النسائی، قیام اللیل، رقم:۱۶۸۱، ابوداود، الصلاۃ، رقم:۱۴۱۸)

آخری گزارش

اپنی نمازوں کو بہتر بنایئے کیونکہ نماز کی درست ادائیگی شخصیت اور کردار پر براہِ راست اثر انداز ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

صلوا کما رایتمونی اُصلّی۔

''نماز ایسے پڑھو جیسے مجھے پڑھتے دیکھتے ہو۔''

لہٰذا نماز کو مقبول اور موثر بنانے کے لیے آسان اور جامع نسخہ یہ ہے کہ اپنی نمازوں کو مسنون طریقے پر ادا کرنے کی کوشش کی جائے۔ مثلاً اذان کا جواب دیا جائے، اقامت سن کر ساتھ ساتھ جواب دہرایا جائے ——— اور ان اذکار و ادعیہ کو اہتمام سے یاد کر لیا جائے جو اللہ کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھنا ثابت ہیں اور یوں اپنی عبادات کو مزین اور آراستہ کرنے کا جتن کیا جائے ——— دراصل عبادت کی روح بندگی کا جذبہ ہے اور بندگی کی حقیقت عبدہٗ و رسولہٗ'' کی بارگاہ سے نصیب ہوتی ہے۔
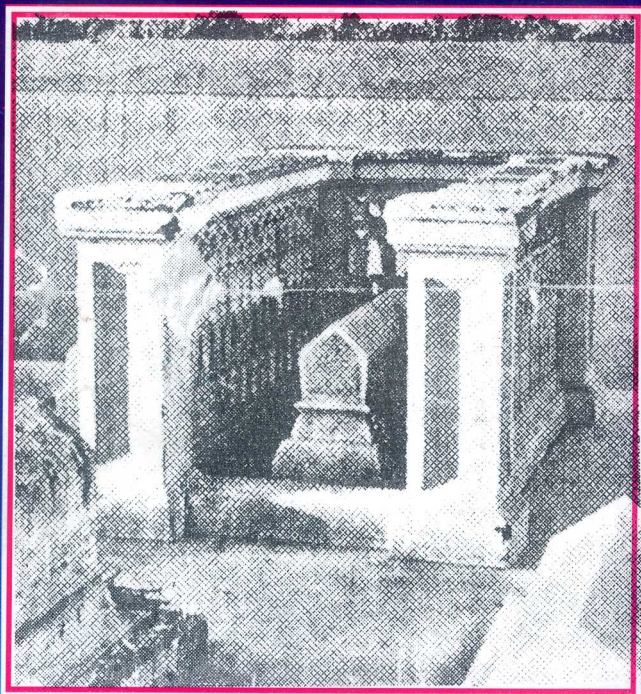
تربت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمتہ اللہ علیہ برکوچہ مکلی (ٹھٹھہ)

سنی لٹریری سوسائٹی

۴۹ - ریلوے روڈ لاہور